ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر 43
قیمت 12 روپے
اکتوبر 1998



مسجد صوفیہ نوربخشیہ تھوقس کھرپلو

نوائے صوفیه باشد علم بردار راه حق

سروده دکتر محمد حسین تسبیحی رها محقق مرکز تحقیقات فارسی ایران

نوای صوفیه باشد علم بردار عرفانی
سخن از عشق حق گوید، به جان و دل گل افشانی

نوای صوفیه آمد مثال گل شده خوشبو
طریق نوربخش است و جهان پاک ایمانی

ببین غازی محمد را نعیم عشق حق جوید
به کوشش راه حق پوید رود راه سخندانی

نعیم جنت عرفان. نوای صوفیه آمد
به کاروبار عرفانی کند تفسیر قرآنی

طبیب جان و دل باشد همین مرد جوان غازی
کمال او بود شعر و سخن از لطف یزدانی

شده بنیان گزار این نوای صوفیه غازی
به همت کرده همراهی، به نعمت گشته او بانی

خدا یارش بود هر جا. نعیم غازی دانا
که دارد مسلک خوبان. نقیب روح ریحانی

ابوالعرفان علامه محمد شد بشیر حق
مدیر و ناشر آمد این امیر ملک عرفانی

همو علامه دوران، همو داننده ایمان
همو فخر همه مردان. همو چون ماه ماهانی

بسی کوشش کند هر دم، ابوالعرفان علامه
که باشد عالم عرفان. حقیقت را جهانبانی

نوای صوفیه دارد صدای نوربخشیه
به گلگیت و به اسکردو بود مشهور و نورانی

نوای صوفیه گوید همه گویای حق باشد
کند روشن به حرف حق، طریق و راه ظلمانی

تصوف را کند احیا. مقالات دل انگیزش
به شعر و نثر عرفانی، دهد نور خدادانی

همان سید علی آمد امیر راه حق جویان
به کشمیر محبت آمده آن شاه همدانی

مقامات تصوف را نوای صوفیه گوید
شریعت را کند روشن به حق و حکم انسانی

رموز عاشقی باشد. نشان حق شناسی ها
بیا ای مرد حق بشنو، سخن از مرد روحانی

همه پیوسته عرفان. همه جوینده ایمان
همه خواننده قرآن، همه با عهد و پیمانی

نوای صوفیه باشد علم بردار راه حق
مسائل را کند حل و دهد ذوق نواخوانی

علی مشکل گشا آمد برای نوربخشی ها
محمد مصطفیٰ باشد اصول حق شناسانی

امامان و صحابه هم امیران محبت ها
به تعلیم و تعلم آمدند اصل مسلمانی

نوای صوفیه گوید صداقت پیشه کن مؤمن
که از صدق و صفا آید دل و جان را خوش الحانی

بود ذاکر حسین ذاکر ادیب و شاعر و صوفی
بود از کاروان نور او خورشید تابانی

شده بی اتی به معروفی گل باغ محبت ها
دهد ترتیب و نظم کاتب و مکتوب سلطانی

تصوف آمده جان و دل بنده "رها" هر جا
خدا یا کن نصیب من که باشم مرد میدانی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ط

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماھنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد

شمارہ نمبر 43 | قیمت 12 روپے | اکتوبر 1998

مدیر
علامہ محمد بشیر

بانی
ڈاکٹر غازی محمد نعیم

آرٹ ڈیزائننگ:
جی۔ایچ۔معروفی

فہرست مضامین

خط و کتابت مضامین، منی آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ بھیجنے کا پتہ
فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 کیٹگری فور سیکٹر 1 / 8 - 1 اسلام آباد پاکستان

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے 6-99 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر 358-A سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

اثبات ذات

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

موضوع مذکور پر گفتگو جاری ہے۔ جملہ کارہائے حیات، چاہے وہ زندگی کے بقا کے بنیادی لوازمات ہوں، یا تسکین ذہنی و روحانی کے اسباب و وسائل ہوں، یا ان کا تعلق علم و سائنس کے پیچیدہ مباحث سے ہو یا وہ نجات اخروی اور سعادت سرمدی کی بحث پر مشتمل ہو، بنیادی طور پر ہستی ہی عبارت ہیں۔ یعنی عدم کا نتیجہ ان امور کی صورت میں نکلنا سو فیصد ناممکن الوقوع ہے۔ پس حیات انسانی کا مطمع نظر چاہے مادی زندگی کا عیش و آرام اور نعمتوں اور لذائذ کا حصول ہو یا روحانی دنیا کی نیرنگیوں سے تمتع، دونوں صورتیں احساس ہستی اور شعور ذات سے ہی عبارت ہیں اس لئے ہر کامیاب نظام فکر کی اساس اثبات ذات پر ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر نفی ذات کی روش اپنائی جائے تو کسی بھی فکری نظام کی بنیاد ہی باطل ہو جاتی ہے پس جب جڑیں ہی دیمک زدہ ہوں تو پھول پتے چاہے کتنے خوشنما کیوں نہ ہوں یہ بہار بے ثبات متحقق ہوگی۔

یہی تربیت خودی کا اولیں نکتہ ہے۔ اور اسی نکتے کا اثبات کرنے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام برحق میں نوع انسانی سے بار بار خطاب کرتے ہوئے اسے کارخانہ تخلیق میں اس کی مرکزی حیثیت کا احساس دلایا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ شماروں میں اس خیال کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ خالق حقیقی کے نزدیک مادی حجم اور وسعت کی چنداں اہمیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کل کائنات کی حیثیت اور مادے کے ایک حقیر ترین ذرے کی حیثیت میں چنداں فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں چیزیں اپنی شان وسعت میں بے پناہ تفاوت کے باوجود یکساں طور پر ایک لفظ "کن" کی پیداوار ہیں اور مشیت ایزدی اگر ان کو فنا کرنا چاہے تو ان دونوں کو عدم سے ہمکنار کرنا بھی اس کے لئے یکساں طور پر آسان ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت انسان اگرچہ وسعت جسم کے حوالے سے اس نظام کائنات میں چنداں ایسی حیثیت نہیں رکھتا کہ اسے حاصل تخلیق کہا جائے مگر وسعت علم کے اعتبار سے یقیناً وہ اس نظام تخلیق کا محور ضرور ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ انسانی علم اور شعور کے بغیر تو خود اس کائنات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس نکتے کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی بہت ہی خوبصورت منظر ہو لیکن اس منظر کی خوبصورتی کو دیکھنے والی آنکھ اور اس خوبصورتی کی داد دینے والی عقل سلیم کا فقدان ہو تو اس خوبصورت منظر کا وجود اور عدم دونوں برابر ہیں۔ پس اس کائنات کی حیثیت اس لئے ہے کہ اس کا ادراک کرنے کے لئے اور اس کی تعریف کرنے کے لئے اور اس کی تسخیر کرنے کے لئے عقل انسانی موجود ہے۔ انسان کی یہی حیثیت ہے جس کی بنا پر اسے خلیفۃ اللہ فی الارض کا منصب عالی عطا ہوا ہے۔ اور خالق کائنات نے جابجا ارشاد فرمایا ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ حضرت انسان کے لئے مسخر کیا گیا ہے۔ پھر انسان کو اس نظام حیات و کائنات میں بنیادی حیثیت دینے اور اس کائنات کو اس کے لئے مسخر کیے جانے کا ایک عالی مقصد بھی ہے اور وہ مقصد خالق و مالک کائنات کی قدرت کی نیرنگیوں کا ادراک اور عرفان ہے۔

آیت کریمہ وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون

ہم نے جن اور انس کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

میں "لیعبدون" کا لفظ "لیعرفون" کا ہم معنی ہے۔ کیونکہ عبادت معرفت کے حصول کے نتیجے میں ہی ممکن ہوتی ہے۔ جب تک معبود کی عظمت کا شعور حاصل نہ ہو تب تک عبادت ممکن نہیں ہے۔ یہ الگ بات کہ اس معرفت کے بہت سے درجات و مراتب ہیں اور ادنیٰ ترین درجہ کسی بھی صحیح العقل اور صاحب شعور انسان کی وہ معرفت ہے جو وہ اپنے عقل و شعور کے بل بوتے پر حاصل کرتا ہے۔ علماء کا درجہ معرفت اس سے بلند تر ہے اور اولیاء کا درجہ معرفت اس سے بھی کامل تر اور انبیاء کا مقام معرفت اس بھی ایک درجہ اوپر اور اور کامل ترین درجہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام

معرفت کا ہے جو اپنے مقام معرفت کا اعلان یوں فرماتے ہیں۔

سبحانک ماعرفناک حق معرفتک

اے اللہ تیری ذات پاک ہیں ہم نے تجھے ایسا نہیں پہچانا جیسا کہ تجھے پہچاننے کا حق ہے۔ غرض حق معرفت خود حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا تھا جو تمام مخلوقات میں افضل ترین اور کامل ترین ہیں۔ تاہم معرفت رب کی پہلی سیڑھی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک معرفت ذات ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

جس نے اپنے نفس اور اپنی ذات کو پہچانا اس نے گویا اپنے رب کو پہچانا۔

پس معرفت اور عرفان ذات عرفان اسلامی کی بنیادی تعلیم ہے اور اس عرفان کا حصول اثبات ذات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یعنی پہلے ہم اپنے وجود کی حقیقت کو تسلیم تو کر لیں اور پھر اس کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اور پھر اس وسیلے سے معرفت رب کی منزل کی طرف پیش قدمی کریں۔ چنانچہ تفکر کو اسلامی تصوف میں تذکر سے بلند تر مقام حاصل ہے اگرچہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ضرور ہیں۔

نفی ذات کی تباہ کاریاں

بد قسمتی سے اسلامی تصوف میں ایک منفی رجحان در آیا اور وہ رجحان نفی ذات کا ہے۔ یعنی اس بات کی تعلیم نفس ذات اور وجود انسانی باطل ہیں۔ یہ محض ایک دھوکا، فریب اور سراب نظر ہیں۔ پس حقیقت تک رسائی کے لئے پہلے اس فریب سے چھٹکارا ضروری ہے۔ وجود انسانی جسم وروح کا مرکب ہے۔ جو چیز آسانی سے عقل وشعور کی گرفت میں آ سکتی وہ حقیقت جسم ہے۔ کیوں کہ مملکت جسم براہ راست حواس خمسہ کی زد میں ہے اور انہی حواس کی مدد سے اس حقیقت کے تمام گوشوں کو بے نقاب کرنا ممکن ہے اس لئے پہلے جو چیز اس منفی رجحان کا نشانہ بنی وہ دنیائے جسم کی ٹھوس حقیقت تھی۔ جسم اور مادی دنیا کو بے حقیقت جانتا اور اس قفس سے رہائی حاصل کرنا اور اک حقیقت کے لئے ضروری خیال کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں ان تمام مشاغل سے پہلو تہی ضروری سمجھا گیا جو دنیائے مادہ و جسم سے متعلق ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ دیکھا گیا کہ کھانے پینے سے قوای جسمانی میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے ان قوای کو کمزور بنانے کے لئے کھانے پینے سے احتراز کو لازمی سمجھا گیا۔ علاوہ ازیں وہ تمام کاروبار حیات جن کا تعلق مادی جسم کے آرام وآسائش سے متعلق تھے ناپسندیدہ سمجھے گئے۔ یہیں سے رہبانی طرز فکر کو فروغ ملا اور نام نہاد حقیقت کے متلاشی زندگی کی ٹھوس حقیقتوں سے نظر چرا کر بے نام حقیقتوں کی تلاش کو اپنا مقصد حیات سمجھنے لگے۔ اس منفی رویے کے مشرقی معاشروں پر بالعموم اور اسلامی صوفیانہ معاشرے پر بالخصوص بڑے مہلک اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم اثر ایک منفی طرز فکر ہے۔ یعنی جملہ معاملات حیات میں منفی طرز فکر ہی کو اپنایا گیا اور رجائیت کی جگہ قنوطیت نے لے لی۔ یاسیت پسندی، ایذا پسندی اور غلامانہ ذہنیت جو مشرقی صوفیانہ معاشروں کا طرہ امتیاز ہیں اسی منفی طرز فکر ہی کی پیداوار ہیں جو افراد معاشرہ کو جدوجہد اور عمل پیہم کے بل بوتے پر تعمیر ذات اور تسخیر کائنات کے جذبے سے محروم کر دیتے ہیں۔ ان معاشروں کے افراد کی نفسیات میں مجبور اور مظلوم ہونے کے ایک ابدی تصور کا بیج بو دیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں ایک بڑا ظلم یہ بھی ہو رہا ہے کہ رحمان ورحیم خدا کا تصور بڑی حد تک ان افراد معاشرہ کے اذہان وقلوب سے محو ہوتا جا رہا ہے۔ ان کے ہاں خدا محبت کرنے والی، اور رحم کرنے والی ہستی نہیں بلکہ خوف اور دہشت کی علامت بن چکا ہے۔ یوں نصیحت کرنے والے اور نصیحت سننے والے دونوں حد اعتدال سے باہر نکل جاتے ہیں۔ سر منبر محض عذاب سے ڈرانا اور انسان کے بے وقعت ہونے کا احساس دلانا اصحاب منبر ومحراب کا وطیرہ بن چکا ہے۔ انسان کو ایک شدید قسم کے احساس گناہ سے دوچار کر دیا گیا ہے۔ اور اس احساس گناہ کی شدت اس حد تک ہے کہ وہ کی سوچ ہی مجرمانہ بن گئی ہے۔ اس احساس گناہ کی وجہ سے ان افراد معاشرہ کے اندر تلاش ذات، تلاش حقیقت، تکمیل ذات اور تسخیر کائنات کا جذبہ بالکل مفقود ہو چکا ہے۔ اس کی جگہ ان گھٹیا حیوانی جذبات نے لی ہے جن کا تعلق خوف اور نفرت سے ہے اور جو بزدلی، تنگدلی، خود غرضی اور کمینگی کی خصوصیات پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ اس کے برعکس انسانی ہمدردی، مروت ومحبت اور بھائی چارے کے جذبات خال خال نظر آتے ہیں افراد قوم انفرادی اور اجتماعی طور پر خود اعتمادی اور عزت نفس

بقیہ صفحہ ۲۵ پر

توبہ

مولانا غلام حسن

توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون

ترجمہ

اے ایمان والو تم سب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تشریح

توبہ عربی زبان میں استغفار، افسوس، پچھتاوا، ندامت، پشیمانی اور کسی برے کام سے باز رہنے کے عہد کو کہتے ہیں۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق توبہ تین امور سے عبارت ہے۔

اول۔ گزشتہ معصیت پر افسوس کرنا۔

دوم۔ ارتکاب معاصی کو فی الفور ترک کرنا۔

سوم۔ مستقبل میں اس کی طرف پھر رخ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرنا۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم میں توبہ اور اس کے اشتقاقی الفاظ ۸۷ بار استعمال ہوئے ہیں جن سے توبہ کی اہمیت اور ضرورت کا بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

تاریخی پس منظر

تاریخی لحاظ سے سب سے پہلے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے سب سے پہلے توبہ کی روایت ڈالی تھی۔ حضرت آدم و حضرت حوا سے شجر ممنوعہ سے استفادہ نہ کرنے کا عہد لیا گیا تھا مگر وہ اس عہد پر قائم نہ رہ سکے۔

یوں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو گئی حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کا اعتراف ان الفاظ میں کیا۔

ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین

اے ہمارے رب ہم نے خود پر ظلم کیا (تو ہماری مغفرت فرما)۔ اگر تو نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں اپنے برگزیدہ بندے اور رسول بنایا۔

قرآن کریم میں دیگر انبیاء کرام کی توبہ کا ذکر بھی ملتا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا تو اس آدمی کو جس کا تعلق فریق مخالف سے تھا ایسا مکہ رسید کیا کہ اس کی موت واقع ہوئی۔ آپ نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی کہ یہ تو مجھ سے شیطانی کام سرزد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔

حضرت یونس علیہ السلام پروردگار سے دم حسن کی پاداش میں ابتلا کا شکار بنائے گئے اور مچھلی کے پیٹ میں ڈالے گئے تو ان مصائب سے نجات کے لئے آپ نے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کیا اور دعا فرمائی لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصائب کے دریا سے نکال کر ساحل سلامتی پر پہنچا دیا اور آپ کی توبہ قبول فرمائی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو تقاضائے بشریت سے راہ انصاف میں لغزش کھانے کی بنا پر توبہ کرنا پڑی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔

الغرض توبہ کرنا شیوہ انبیاء ہے جس کے بارے میں شاعر نے فرمایا ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است

سب سے زیادہ توبہ و استغفار کرنے والی ہستی ہمارے نبی محترم فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ انہ لیغان علی قلبی و انی لا ستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ میرے قلب پر بشری پردے پڑتے ہیں تو ہیں ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں یہ حدیث تصوف کی تمام اہم کتابوں مثلاً شرح گلشن راز اور مراۃ التائبین وغیرہ میں موجود ہے۔

توبہ کا اجر و ثواب

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

توبہ کرنے والا ایسا بن جاتا ہے جیسا کہ اس کا کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر مراۃ التائبین نامی کتاب لکھی ہے جو ذخیرۃ الملوک کے بعد آپ کی سب سے ضخیم کتاب ہے۔ اس کتاب میں توبہ اور اس کے تمام احکام و مسائل کا تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ توبہ ایک سعادت سرمدی ہے جس کی توفیق اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ جسے یہ انعام عطا ہو اس کے لئے صوری و معنوی فتوحات و کامرانی کے دروازے وا ہو جاتے ہیں اور اس کا ہر قول و فعل نیکی و بھلائی اور خیر و برکت پر مبنی ہوتا ہے خشیت الٰہی اس کے انگ انگ سے چھلکتی محسوس ہوتی ہے۔ اس کے ہمنشین اور ساتھی بھی نیکی اور بھلائی کے پیکر ہوتے ہیں۔ ان کے قول و فعل اور رفتار و کردار میں حسین یکسانیت، وقار اور تمکنت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ دنیا و مافیہا کی آلائشوں سے پاک مشاغل دنیائے دنی سے بیزار ہوتے ہیں۔ بایں ہمہ وہ مخلوق خدا کے لئے رحمت کا پیکر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤمنین کو احتساب نفس کرتے ہوئے خلوص دل کے ساتھ توبہ کرنے کی توفیق بخشے اور ہر قسم کی معنوی کثافتوں اور روحانی کدورتوں سے پاک و صاف رہنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اما موجبات الصلواۃ فالبلوغ و العقل و الاسلام و الوقت المتعین لھا۔

ترجمہ

نماز کے اسباب وجوب یہ ہیں۔

۱۔ بالغ فرد کا ہونا۔
۲۔ عقلمندی کا حامل ہونا۔
۳۔ مسلمان ہونا۔
۴۔ نماز کا وقت مقرر وقت۔

وضاحت

نماز کی ضروری شرطوں کا تذکرہ ہو چکنے کے بعد اب مذکورہ بالا عبارتوں میں نماز کے اسباب وجوب کا بیان کیا گیا ہے یہ اسباب وجوب کل چار امور پر مشتمل ہیں۔

۱۔ نماز گزار بننے والے کا شرعاً بالغ فرد کا ہونا۔
۲۔ نماز گزار بننے والے کا عقلمند فرد ہونا۔
۳۔ نماز گزار بننے والے کا مسلمان ہونا۔
۴۔ نماز کے لئے مقرر شدہ وقت کا آجانا۔

تفصیل وضاحت

مذکورہ بالا چار امور میں سے تین امور کا تعلق نماز گزار کے ساتھ لاحق ہونے والے ذاتی اوصاف سے ہے اور ایک امر کا تعلق خارج کے ساتھ ہے۔ شریعت محمدیہ کی رو سے احکام الٰہیہ کا مکلف بننے کے لئے ضروری ہے کہ نماز گزار بننے والا شرعاً حد بلوغ کو چھو جائے۔ بالغ فرد کا تحقق شرعاً دو صورتوں میں ہوا کرتا ہے۔

۱۔ قوت جسمانی کا تقاضا۔
۲۔ عمر کا تقاضا۔

۱۔ اگر نماز گزار جسمانی لحاظ سے طاقتور بن جائے تو اگر لڑکی ہو تو نو سال قمری کی عمر کو چھونے پر وہ بالغہ قرار پاتی ہے۔ وہ اس حد کو رسائی پانے پر ماہواری آنے سے بھی دوچار ہو جاتی ہے۔

اگر جسمانی لحاظ سے طاقتور بن جانے والا نماز گزار فرد کوئی لڑکا ہو تو بارہ سال قمری کی عمر کو چھونے پر وہ بالغ قرار پاتا ہے۔ اس حد کو رسائی پانے پر علامت بلوغ ظاہر ہونے لگ جاتی ہے۔ پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جسمانی قوت کے لحاظ سے لڑکی نو سال کی عمر میں بالغہ بن سکتی ہے اور اس پر احکام الٰہی کا وجوب عائد ہو جاتا ہے اور لڑکا جسمانی قوت کے لحاظ سے بارہ سال کی عمر میں بالغ بن سکتا ہے اور اس پر احکام الٰہی کا وجوب عائد ہو جاتا ہے۔

۲۔ اگر عمر کا تقاضا ہی درپیش ہو قوت جسمانی کا فقدان ہو تو بلحاظ عمر لڑکی اور لڑکا دونوں کے حق میں پندرہ سال کی عمر کو چھونا دونوں کے شرعاً بالغ ہونے کی دلیل ہے۔ گویا عمر کے لحاظ سے لڑکی اور لڑکے میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں کے لئے پندرہ سال کی عمر کو رسائی پانا باعث بلوغ ہے۔ یہی شریعت محمدیہ کا واضح فیصلہ ہے۔

۲۔ عقل ایک بڑی نعمت ہے۔ اس کے ذریعے سے آدمی کھرے اور کھوٹے، حق اور باطل نیز نفع اور نقصان میں امتیاز کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے شریعت مطہرہ نے عقل کا حامل نماز گزار ہونا نماز کے اسباب وجوب میں شمار کیا ہے۔ گویا جو فرد عقل کی نعمت سے محروم ہو وہ احکام الٰہی کا مکلف ہی سرے سے نہیں ہوتا ہے۔

۳۔ اسلام کے دائرے میں ہونا بھی نماز کے اسباب وجوب میں گنا گیا ہے۔ کیونکہ احکام الٰہی کے وجوب کا تعلق اہل

بقیہ صفحہ ۲۹ پر

اقبال اور تصوف

ذاکر حسین ذاکر ایم ۔ اے فلسفہ ، بی ۔ ایس ۔ سی
انجینئرنگ

مسلمانوں میں مذہبی احوال وواردات کی تشکیل اور رہنمائی میں بڑی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں لیکن آگے چل کر ان کی نمائندگی جن حضرات کے حصے میں آئی وہ عصر حاضر کے ذہن سے بالکل بے خبر ہیں اور اس لئے موجودہ دنیا کے افکار اور تجربات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔

حد تو یہ ہے کہ کچھ حضرات احکام شرعیہ سے بے نیاز ملنگوں کو مرشد کا درجہ دے بیٹھتے ہیں اور ان کی سرپرستی میں راہ سلوک میں قدم رکھتے ہیں ایسے لوگ خرافات میں نہ کھو جائیں تو اور کیا ہو ان کے ہاتھوں شریعت مقدسہ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ جو کسی شرابی ملنگ کو پیر بنا بیٹھے اس سے کسی بہتری کی توقع عبث ہے۔ ان لوگوں نے لفظ تصوف اور طریقت کی آڑ میں اپنی دکانداری شروع کر رکھی ہے اور تمام بزرگان صوفیا۔ اور علمائے اسلام ان سے بیزار ہیں۔

مقامات واحوال

ایک صوفی راہ سلوک میں جن مدارج سے گزرتا ہے یا جن منازل کو طے کرتا ہوتا ہے انہیں مقامات کہتے ہیں۔ یعنی مقام زمان سیر میں استراحت کی منزل کو کہتے ہیں۔ جس میں سالک مخصوص مدت تک قیام کرتا ہے۔ ان مختلف مقامات پر صوفی پر جو روحانی کیفیات طاری ہوتی ہیں انہیں "احوال" کہتے ہیں مثلاً ذوق وشوق، جذب وطرب وغیرہ۔ یہ منازل صوفی کے روحانی سفر میں ارتقائی مدارج کی حیثیت رکھتی ہیں جن کو بتدریج طے کرتے ہوئے سالک حقیقت مطلقہ کی ادراک اور معرفت کے سفر پر رواں ہوتا ہے اور یہ سفر صحیح معنوں میں کسی نقطے پر اختتام پذیر نہیں ہوتا۔ یہ ایک لامحدود سفر ہے جس کی کوئی ایسی آخری منزل یا منزل مقصود نہیں جس سے آگے سالک یا صوفی کے لئے مزید مقامات نہ ہوں۔ ایک ایسی لامحدود سفر میں صوفی اپنے حال اور معیار ریاضت کے مطابق غیبی حقائق کا مرحلہ وار ادراک حاصل کرتا ہے۔ ان مشاہدات نورانی کی نوعیت ہر صوفی کے لئے مختلف ہو سکتی ہے اور ان کا حصول بھی مختلف ریاضتوں یا مراقبوں کے نتیجے میں ممکن ہوتا ہے۔ روحانی ارتقاء کے دوران حاصل ہونے والے ان "مشاہدات نورانی" کو انسان اپنے اندر ایک نئی قوت کے طور پر محسوس کرتا ہے، جسے وہ عام زندگی میں بھی بروئے کار لا سکتا ہے لیکن ان غیبی قوتوں کا بے جا استعمال حقیقی مسلک روحانیت میں ممنوع ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق روحانیت کا مقصد واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کسی روحانی قوت کے حصول کے بعد اس کو سب کچھ سمجھ بیٹھنا اور اس کی نمائش محض شعبدہ بازی ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی شخص پورے خلوص سے عبادت کرے تو اسے کئی انعامات ملتے ہیں مثلاً

۱۔ وہ جسم لطیف میں پرواز کر سکتا ہے۔

۲۔ وہ ایثر سے ارواح کو بلا سکتا ہے۔

۳۔ صرف توجہ سے بعض امراض کو دور کر سکتا ہے۔

۴۔ کسی ظاہری سلسلے کے بغیر وہ اپنا پیغام دوسروں تک پہنچا سکتا ہے۔

۵۔ وہ غیبی آوازیں سن سکتا ہے۔

۶۔ وہ حد نظر سے پرے دیکھ سکتا ہے۔

۷۔ وہ بعض آنے والے واقعات کی خبر دے سکتا ہے۔

لیکن یہ تمام مدارج منزل نہیں بلکہ نظارہ ہائے راہ ہیں۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ان میں سے کوئی خاص قوت حاصل کرنے کے بعد اس کی نمائش شروع کر دیتے ہیں حالانکہ روحانیت کا تقاضا حجاب وخاموشی ہے۔ جسم لطیف میں اڑنا یا غیب کی باتیں بتانا محض شعبدہ بازی ہے اور سچے عابد کی منزل کہیں آگے ہے۔ یعنی کائنات اور رب کائنات سے مکمل ہم آہنگی۔

ایک سچے سالک کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی مقام کو آخری سمجھ کر اسی پر اکتفا کر کے نہیں بیٹھتا بلکہ پکار اٹھتا ہے۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

مختلف صوفیاء اور علماء نے مراحل شوق یا مقامات اور احوال کی مختلف فہرستیں بیان کی ہیں۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں ان مقامات واحوال کو تصوف کے اخلاق حمیدہ کی تعلیمات کہا گیا ہے اور ان کی فہرست یوں درج ہوئی ہے۔

توبہ، صبر، شکر، رجا، خوف، زہد، توحید، توکل، محبت، شوق، انس، رضا، نیت، اخلاص، صدق، مراقبہ، فکر۔

شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے مقامات و احوال کے چالیس اصطلاحات بیان فرمائے ہیں اور چہل مقام صوفیاء کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

منصور بن حلاج نے بھی ان مراحل شوق کی فہرست چالیس بیان فرمائی ہے۔آپ لکھتے ہیں۔

"حقیقت ایک باریک چیز ہے اس کے راستے تنگ ہیں۔ اس میں اونچی انجھتی ہوئی آگیں ہیں اور اس کے پرے گہرا بیابان ہے ایک اجنبی یعنی سالک اس راستہ پر چلتا ہے اور چالیس مقامات طے کرنے کی خبر دیتا ہے۔(جو یہ ہیں)

الادب ، والذھب ، والسبب ، والطلب ، والعجب ، و الطلب ، والطرب ، والشرہ ، والنزہ ، والاصفا ، والصدق ، والرفق ، و الحق ، والشوح ، والتروح ، والتمانی ، والشھود ، والوجود ، والعد ، و الکد ، والرب ، والامتاب ، والاعتبار ، والاعتاب ، والانقراب ، والانقیاب ، والمراب ، والحضور ، والریاض ، والحائطہ ، والاختاب ، والاصطلاب ، والتدبیر ، والتحیر ، والتفکر ، والتصبر ، والتیقن ، والرعایہ والھدایہ ، والبرایہ

یہ اہل صفا اور صفوت کے مقامات ہیں ان میں سے ہر مقام کے کچھ علوم ہیں کچھ سمجھ میں آتے ہیں اور کچھ نہیں آتے۔"

حضرت حلاج مزید لکھتے ہیں ۔ "آخر کار سالک بیابان (حقیقت) میں داخل ہو جاتا ہے اور وہاں جا گزیں ہو جاتا ہے اور پھر وہاں سے گزر جاتا ہے۔ اس بیابان میں چاہے پہاڑ ہو یا ہموار زمین کسی کے لئے آرام و آہستگی کی گنجائش نہیں ہوتی۔"

مقامات صوفیاء سے متعلق حلاج کا یہ فرمان خصوصاً قابل توجہ ہے کہ سالک کو بیابان حقیقت میں کسی قسم کے آرام اور آہستگی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کا مقصد اور مشن عمل پیہم اور جستجوئے دوام ہے یہاں حلاج نے تصوف کا ایک نئی اور حرکی تصور پیش کر کے سکون وجمود کی گنجائش کو ہی راہ حقیقت میں ختم کر دیا ہے۔

حضرت ابو انیس نے تصوف کے پانچ بنیادی ارکان کا ذکر کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

جس طرح شریعت اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں اسی طرح طریقت اسلام کے بھی پانچ بنیادی ارکان ہیں۔

ذکر، فکر، مراقبہ، مشاہدہ، فیض

علامہ طاہر القادری نے حضرت عبدالقادر جیلانی کے فرمودات کے مطابق تصوف کی بنیادی تعلیمات کو لفظ تصوف ت۔ص۔و۔ف یعنی ت سے توبہ، ص سے صفا، و سے ولایت اور ف سے فنا، سے اخذ کرتے ہوئے ان کی مزید قسموں اور درجات پر بحث کی ہے۔

مقامات

ڈاکٹر ابو سعید نور الدین نے سات مقامات کا ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

توبہ، ورع، زہد، فقر، صبر، توکل، اور رضا۔

ا۔ توبہ

توبہ سلوک کا اولین مقام ہے۔ لغت میں اس کے معنی ہیں رجوع کرنا اور اصطلاح تصوف میں توبہ سالک کے اس فعل کو کہتے ہیں جس میں وہ خوف الہی سے مرعوب و مغلوب ہو کر اور جملہ منہیات اور کبائر سے باز آ کر اپنے کئے پر نادم اور پشیمان ہو جائے اور اس کی جانب رجوع کرلے اور صمیم قلب سے اس بات کا وعدہ کرے کہ مستقبل میں اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو گا۔ توبہ کے تین درجے ہیں۔ توبہ انابت اور اوبت۔ استغفار یا معافی مانگنے کا ایک مذہبی طریق کار ہے۔ سچا توبہ وہ ہے جس میں مکمل پشیمانی اور مستقبل میں اپنا حال درست رکھنے کا پرخلوص اور پکا عزم ہو۔

(جاری ہے)

حضرت شیخ علی لالا غزنویؒ

غلام حسن نور بخش

آپ کا نام علی، لقب رضی الدین، عرف لالا، والد کا نام سعید اور نسبتی نام جوینی ہے۔آپ حضرت شیخ مجد الدین بغدادی اور شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید اور خلیفۂ مجاز تھے۔ تصوف و عرفان پر آپ کی ایک تصنیف آج بھی محفوظ ہے جس میں اس موضوع پر بہترین خیالات و افکار پیش کئے گئے ہیں۔ آپ ایک بہت اچھے شاعر اور نثر نگار تھے۔

حضرت شیخ علی لالا افغانستان کے رہنے والے تھے اور لالا کا لفظ بھی افغانی ہے جس کے معنی برادر بزرگ، غلام اور روشن جبین کے ہیں۔

(گردش افغانستان و پاکستان ص ۱۱۸)

غالباً آپ کو لالا عزت و احترام کے طور پر کہا جاتا ہے۔ ایک تو آپ مشہور شاعر حکیم سنائی کے ابن عم تھے دوسری طرف ایک بہت ہی پہنچے ہوئے بزرگ اور ولی اللہ تھے۔آپ بڑے وسیع المشرب شیخ طریقت تھے۔ سیکڑوں اہل فضل و کمال سے ملاقات کی اور ان سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے انہیں سے خرقہ فضیلت بھی حاصل کیا۔

آپ ۳ ربیع الاول ۶۴۲ھ بمطابق ۲۲ اگست ۱۲۴۴ء بروز بدھ واصل الی الحق ہوئے اور غزنی کے نواح میں مدفون ہوئے۔ جہاں دشت لالا میں آپ کا مزار اب بھی مرجع خلائق ہے۔

کلمۃ الثناء

عبدالرحمن جامی

خواجہ اہل حال لالائے عترت وآل شیخ علی لالا

در بندگی تو آنکہ یکتا است

لالائے علی علی لالا است

آپ نے ایک سو چوبیس شیوخ کامل و مکمل سے خرقہ حاصل کیا۔

(نفحات ص ۴۰۰)

سید علی ہمدانی

شیخ الکامل السائر رضی الدین علی لالا۔

(الطالقانیہ ص ۳)

سید محمد نور بخش

وھو علی بن سعید الجوینی کان اوحد الاولیاء فی زمانہ بکثرۃ المجاھدۃ و ترک الدنیا و زینتھا۔ ساغر کثیرا راجلا و صحب مائۃ و ثلثہ عشر شیخا حتی وصل الی صحبۃ ابی الجناب نجم الدین کبری حتی سار سید المرشدین

(سلسلۃ الاولیاء ص ۵۳)

آپ علی بن سعید الجوینی ہیں۔ آپ دنیا اور اس کے زینتوں کے ترک کرنے اور بکثرت مجاہدہ کرنے کی بناء پر اپنے زمانے کے اولیاء میں سے تھے۔آپ نے بکثرت پیدل سفر کئے اور ایک سو تیرہ مشائخ کی صحبت میں رہے۔ یہاں تک کہ ابو الجناب شیخ نجم الدین کبریٰ تک پہنچے اور ان کی تربیت سے سید المرشدین بن گئے۔

جان محمد قدسی

نسبت او بسالک والا

شیخ عالم علی بن لالا

(تحفۃ الاحباب ص ۳۹۳)

شیخ علاؤ الدولہ سمنانی

شیخ علی لالا کے والد خود ایک صوفی تھے اور شیخ ابو یوسف ہمدانی کے مرید تھے۔ فقر و سلوک کی ابتدائی باتیں اپنے والد محترم سے سیکھیں۔

(چہل مجلس ص ۸۰)

ڈاکٹر احسان الدین اسفہری

شیخ عزنی شہ رضی الدین مست
با علی ہم نام و می نوش الست
قطب عالم گشت و عالم را مدار
شد قرار عاشقان بے قرار

(مقدمہ خمخانہ وحدت ص ۲۳)

زین العابدین شیروانی

عالم عامل و عارف کامل بودہ و فضائل صوری را با کمالات معنوی جمع نمودہ

(ریاض السیاحہ ص ۵۰۵)

آپ عالم باعمل اور عارف کامل تھے اور فضائل صوری و کمالات معنوی آپ میں یکجا تھے۔

آغاز سلوک

ایک دفعہ آپ حج کے ارادے سے خراسان آئے تھے اور شیخ ابو یوسف ہمدانی کی خدمت میں پہنچے اسی موقع پر شیخ نجم الدین کبریٰ طلب حدیث کے لئے ہمدان جا رہے تھے اور ہمدان سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر شیخ علی لالا کے گاؤں میں اتر گئے تھے۔ اسی رات شیخ علی لالا نے واقعہ میں دیکھا کہ زمین سے آسمان تک ایک سیڑھی چلی گئی ہے۔ سیڑھی کے اوپر ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے نیچے سے بہت سے لوگ اوپر چڑھ رہے ہیں۔ سیڑھی کے آخر میں وہ آدمی ایک ایک کو پکڑ کر آسمان پر پہنچا دیتا ہے۔ چنانچہ شیخ علی لالا بھی اس سیڑھی پر چڑھ گئے اور اس آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا جس نے آپ کو اپنی طرف کھینچا اور آسمان میں پہنچا دیا۔ شیخ علی لالا نے یہ واقعہ اپنے والد کو سنایا تو انہوں نے کہا کیا اس شخص کو جانتے ہو۔ آپ نے فرمایا میں اسے جانتا ہوں اور اس کا نام بھی جانتا ہوں۔ والد نے کہا کہ تمہاری کامیابی کی کلید اس کے پاس ہے۔ جاؤ اور اسے تلاش کرو۔ آپ ان کی تلاش میں نکل گئے۔ جگہ جگہ گھومے پھرے مگر کوئی سراغ نہ ملا۔ دراصل شیخ نجم الدین کبریٰ ان دنوں بہت مصروف تھے اور مسافرت میں رہتے تھے۔

(مجمل مجالس ص ۸۰-۸۱)

ایک بار آپ ترکستان میں شیخ احمد یسوی کی خانقاہ میں خلوت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خوارزم سے ایک آدمی وہاں پہنچا۔ شیخ احمد نے وہاں کے مشائخ کے بارے میں سوال کیا تو مسافر نے کہا کہ ان دنوں ایک نوجوان وہاں آیا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے ہیں۔ شیخ کے استفسار پر بتایا کہ ان کا نام نجم الدین کبریٰ ہے۔ نام سنتے ہی شیخ علی لالا خلوت سے نکل آئے اور چل پڑے۔ اگرچہ شیخ احمد یسوی نے آپ کو روکنے اور سردی کے اختتام تک وہاں ٹھہرنے کی کوشش کی لیکن آپ وہاں نہ رکے اور خوارزم پہنچ گئے۔ شیخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر ریاضت کرنے لگے۔

(مجمل مجالس ص ۸۳، نفحات ص ۴۳۵)

خدمت و مدد خلق

مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کی خدمت اور مدد بجائے خود طاعت الہی ہے۔ خدمت خلق بہترین عبادت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خیر الناس من ینفع الناس بہترین آدمی وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اسی طرح رفاہ عامہ قرون اولی سے مسلمانوں کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ صوفیائے کرام کوشش کرتے ہیں کہ کسی نہ کسی طریقے سے دوسروں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔

اس سلسلے میں حضرت شیخ علی لالا کا عملی نمونہ موجود ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک بار میں ایک بستی میں تھا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو کسی نے پکڑ لیا ہے شیخ کو اس کی مدد کے لئے تشریف لے جانا چاہئے۔ یہ سنتے ہی آپ ساتھ ہو لئے۔ اتنے میں بادل چھا گیا اور رات ہو گئی اور شدید برف باری شروع ہو گئی۔ آپ نے سفر جاری رکھا۔ آپ کو محسوس ہوا کہ راستہ گم ہو گیا ہے اور تاریکی میں پھنس گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور مناجات فرمائی۔ اچانک عصا کی نوک سے نور پیدا ہوا اور یہ نور روشن سے روشن تر ہوتا چلا گیا اور اسی کی روشنی میں راستہ طے کیا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو وہ نور گم ہو گیا۔ اس نور سے بے حد و حساب فائدہ پہنچا۔ چاہئے کہ ہر حال میں مسلمان بھائی کی اعانت کرے۔

(مصنفات سمنانی ص ۲۹۳-۲۹۴)

سفر ہندوستان اور فیض ابو رتن ہندی

آپ نے ہندوستان کا سفر کیا اور ابو الرضا رتن سے ملے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے امانت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تک پہنچایا۔ حضرت علاؤالدولہ سمنانی نے بھی اسے درست قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ شیخ رضی الدین علی لالا نے ابو الرضا رتن بن نصراللہ کی صحبت پائی تو انہوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت کنگھی عطا کی جو حضرت شیخ علاؤالدولہ کے پاس تھی اور جس کو انہوں نے کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا جس کے اوپر کاغذ رکھ کر اس پر یہ لکھ دیا تھا

هذا المشط من امشاط رسول الله وصل الی هذا الضعيف من صاحب رسول الله و هذه الخرقة وصلت من ابی الرضا رتن الی هذا الضعيف

(نفحات الانس ص ٣٦٦ مجالس المؤمنین ج ٢ ص ١٣٣)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنگھیوں میں سے ایک ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس ضعیف کو پہنچی ہے اور یہ خرقہ ابو الرضا رتن سے اس ضعیف کو پہنچا ہے۔

اسی طرح شیخ علاؤالدولہ سمنانی نے اپنے قلم سے لکھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضی الدین علی لالا کے لئے امانت تھی۔

شیخ علی لالا سے صرف ایک کتاب ثابت ہے جو بھارت کے کسی شہر میں محفوظ ہے لیکن شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کے ارشاد ہے کہ رسالہ در روش سلوک و خلوت نشینی میں جگہ جگہ آپ کے اقوال مندرج ہیں۔

اساتذہ اور شاگرد

حضرت شیخ علی لالا ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ نے بہترین تعلیم و تربیت پائی تھی۔ آپ شیخ نجم الدین کبریٰ اور ان کے نامور مرید خواجہ مجد الدین بغدادی سے استفادہ کرتے رہے اور ان سے روحانی اکتساب فیض کرتے رہے ہیں۔ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا بیان ہے کہ شیخ رضی الدین علی لالا نے طریق اذکار و خلوت شیخ مجد الدین بغدادی سے لیا تھا اور خرقہ ہزار میخی انہی کے ہاتھوں پہنا تھا۔

(مصنفات فارسی ص ٣٣٣)

شیخ مجد الدین کی شہادت کے بعد آپ پھر شیخ نجم الدین کبریٰ سے استفادہ کرتے رہے یہاں تک کہ قطبیت کے درجے کو پہنچ گئے۔ جب شیخ نجم الدین کبریٰ شہید ہوئے تو آپ ان کے خلیفہ اور جانشین ہو گئے۔

ان کے علاوہ آپ بے شمار بزرگوں سے فیضیاب ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت، تبرکات اور اسناد حاصل کئے۔

آپ کے بے شمار شاگرد اور مرید تھے، تاہم ان میں سے حضرت شیخ احمد ذاکر جوزجانی بہت مشہور ہیں جنہوں نے آپ سے خرقہ خلافت پایا اور آپ کے بعد وہی آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ آپ کے بارے میں حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا ارشاد ہے کہ "شیخ احمد ذاکر عجیب آدمی تھے۔ ان کا مرتبہ بڑا اونچا تھا۔

میں نے غیب میں ان کا روحانی مقام ابوالحسن خرقانی کے برابر پایا ہے اور رضی الدین علی لالا سلطان بایزید بسطامی کے برابر تھے۔"

(نفحات الانس ص ٤٣٧)

ایک دوسرا نامور مرید شیخ عبداللہ تھا۔ جن کے بارے میں روایت ہے کہ شیخ عبدالرحمن اسفرائنی شمس الدین گنجہ کے حوالے سے لکھتے ہیں جب شیخ رضی الدین علی لالا نسا، بیہق اور روح آباد نامی خانقاہ میں اترے۔ وہاں کے عوام اور خواص جوق در جوق ملاقات کے لئے آئے۔ شیخ قبلہ رخ ایک صفہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس مجلس میں بہت سے بزرگ تھے۔ آپ کے ایک مرید عبداللہ تجدید وضو کے لئے باہر چلے گئے۔ شیخ نے حاضرین سے کہا کہ یہ عبداللہ کیسے ہیں۔ سب نے کہا ایک عزیز درویش ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ایک عزیز درویش ہی نہیں ہیں۔ تم لوگ ان کو معمولی سمجھتے ہو جبکہ یہ عبداللہ انصاری کے قائم مقام ہیں۔

(کاشف الاسرار ص ٤٣)

شاعری

آپ ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد اور مشہور شاعر حکیم سنائی چچازاد بھائی تھے۔ حکیم سنائی بہت بڑے شاعر اور ادیب ہیں۔ علامہ اقبال نے سفر ہندوستان کے دوران

سنائی کی عظمت کا اعتراف یوں کیا تھا۔

سنائی کے ادب میں میں نے تو اسی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں ورنہ بہت ہیں لولوے لالا

حضرت شیخ علی لالا بھی ذوق و شوق کے مالک بہت اچھے شاعر تھے ذیل میں آپ کی شاعری کے نمونے درج کئے جاتے ہیں۔

اشکال طریقت نشود حل بسوال
نہ نیز بہ در باختن نعمت و مال
تا جان نخمی خون نخوری پنجاہ سال
از قال ترا رہ ننمایند بہ حال

(سر سماع ص ۹)

ہم جان ہزار گرفتار تو است
ہم دل بہزار جان خریدار تو است
اندر طلبت نہ خواب باید نہ قرار
ہر کس کہ در آرزوی دیدار تو است

(ریاض السیاحہ ص ۲۹۰ نفحات الانس ص ۴۳۷)

عشق ارچہ بسی خون جگرہا دہدت
مگریز چو صدف کہ ہم گہرہا دہدت

(ریاض العارفین ص ۱۱۸)

وفات حسرت آیات

آپ نے شیخ نجم الدین کبریٰ کی تلاش کے دوران سو مشائخ مقام سے فیض حاصل کیا اور زندگی میں ۱۸۴ خرقہ خلافت پائے۔ وفات کے وقت بھی آپ کے پاس ۱۱۰ خرقے موجود تھے۔ آپ نے ۳ ربیع الاول ۶۴۲ ھ / ۱۲۴۴ء کو وفات پائی۔ مفتی غلام سرور نے تاریخ وفات یوں کہی ہے۔

آن رضی الدین علی لالا ولی
وصف او بیرون است از گفت و شنید
گفت تاریخ وصالش او خرد
سید اکرم علی بن سعید

(خزینۃ الاصفیا۔ ص ۲۳۶)

مزار شیخ علی لالا

حضرت شیخ علی لالا نے اسفرائن (غزنی) میں وفات پائی چنانچہ آپ کے جسد خاکی کو سلطان محمود غزنوی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ غزنی کی تباہی اور مزار سلطان محمود کی بے حرمتی کے بعد یہ جگہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گئی۔ موجودہ زمانہ میں یہ تباہ و برباد ویران علاقہ ہے۔ یہ علاقہ دشت لالا کہلاتا ہے اور غزنی شہر کے باہر شمال کی جانب واقع ہے۔

(گردش افغانستان و پاکستان ص ۱۷۸)

اس کے علاوہ آپ کا ایک اور مبینہ مزار اصفہان نصف جہاں کے نواح میں بھی واقع ہے جس کی زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ یہ مزار گنبد علی لالا کہلاتا ہے اور پورے خطے میں مشہور ہے۔

(ریاض العارفین ص ۱۱۷)

(دراصل ماضی میں بزرگوں سے منسوب درگاہیں اور قدم گاہیں عام رہی ہیں۔ کچھ بزرگوں کے بارے میں یہ حسن اعتقاد عام ہے کہ وہ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں جسے معجزہ یا کرامت کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مختلف علاقوں میں ان بزرگوں کی بیٹھکوں اور قدم گاہوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس ضمن میں برصغیر میں پھیلی ہوئی قدم گاہوں اور بیٹھکوں کا نام لے سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے بزرگان دین سے منسوب ہیں۔ پروفیسر محمد ایوب قادری نے اپنی تحقیقی کتاب مخدوم جہاں گشت بخاری میں سو کے قریب ایسی قدم گاہوں اور زیارتوں کا پتہ دیا ہے۔)

صوفیہ نوربخشیہ

غلام حسن نوربخش — انورالکوروی

سید قاسم محمود

آپ چھٹی صدی کے ایک صوفی بزرگ ہیں۔ علوم ظاہری کے بعد علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔

(شہکار انسائیکلوپیڈیا ص ۹۷۱)

محمد رضا خالقی

ابونجیب سہروردی از مشائخ صوفیہ قرن ششم کہ نسبت وی در طریقت بہ شیخ احمد غزالی می رسد

(مفاتیح الاعجاز ص ۷۰۳)

شیخ ابونجیب سہروردی ششم صدی ہجری کے مشائخ صوفیہ میں سے ہیں
آپ کی نسبت شیخ احمد غزالی سے ملتی ہے۔

رشید احمد ارشد

آپ (شیخ ابونجیب سہروردی) نے احادیث نبوی کے ذریعے تصوف کے اصول اور اس کے اسرار ورموز کو ثابت کیا۔

(مقدمہ عوارف المعارف ص ۱۰)

حسن میاں پھلواری

حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے سرگروہ اور اسلامی چھٹی صدی کے تاج العلماء وامام الصوفیہ ہیں

شفیع الدین قادری سہروردی

آن ضیاء الدین کہ پیر پاک بود
بونجیب سہروردی بوجود

صاحب بسیار تصنیفات شد
در تصوف ہر یکی ارباب شد

(کرامت نامہ اولیائے سہرورد ص ۳)

محمد عبداللہ

آپ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے سرگروہ اور اسلامی چھٹی صدی کے تاج العلماء وامام الصوفیہ ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا ج ۶ ص ۳۱)

گروہ مصنفین

تاج الاولیاء، فخر صوفیہ، ضیاء الملت والدین حضرت شیخ ابونجیب سہروردی چھٹی صدی کے سرگروہ صوفیہ اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے سردار تھے۔

(انوار اصفیاء ص ۳۴)

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا مذہب

آپ کا نام احمد لقب نجم الدین، الکبریٰ، کنیت ابوالجناب اور نسبتی معروف نام خیوقی ہے۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں فواتح الجمال، السائر الحائر، آداب الصوفیہ، وغیرہ بے حد مشہور ہیں۔ آپ کی کتب میں سے فواتح الجمال کا انگریزی اور جرمن زبانوں میں ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ آپ کی تصانیف کے مخطوطات دنیا بھر کی لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں

آپ کی کتابیں بھی تصوف کے موضوع پر بہترین کتابیں شمار ہوتی ہیں جن میں آپ نے تصوف کے احکام و مسائل تفصیل کے ساتھ درج کئے ہیں۔ آپ کے بارے میں محققین یوں رطب اللسان ہیں۔

محمد رضا حالقی

نجم الدین کبریٰ ششم اور ہفتم صدی ہجری کے مشائخ صوفیہ کے اکابر میں سے ہیں۔ آپ شیخ ولی تراش سے ملقب ہیں کیونکہ بہت سے مشائخ آپ سے تربیت یافتہ ہیں۔

ظہیر احمد صدیقی

نجم الدین کبریٰ اپنے عہد کے بہت بڑے [illegible] سلسلہ کبرویہ کے بانی تھے اور اپنے وقت کے بڑے بڑے اولیاء ان شاگرد اور مرید رہے ہیں۔ خاص طور پر ان کے مریدوں میں سے معروف ترین صوفیہ سعد الدین حموی اور مجد الدین بغدادی ہیں۔

(تقریظ الاصول العشرہ ص ۶)

آیت اللہ مطہری

شیخ نجم الدین کبریٰ مشاہیر و اکابر صوفیہ میں سے ہیں۔
(سیر و سلوک ص ۷۱)

مسعود قاسمی

احمد بن عمر بن محمد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو نجم الدین الدین کبریٰ کے نام سے مشہور ہیں چھٹی صدی ہجری کے آخری ربع اور ہفتم صدی ہجری کے پہلی ربع کے صوفی بزرگ ہیں۔
(مقدمہ السائر الحائر ص ۵)

مسعود قاسمی

آپ اس صوفی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو ہمیشہ شریعت کو راہ طریقت کا چراغ سمجھتے ہیں۔

(ایضاً ص ۵)

گروہ مصنفین

آپ فضیلت و طریقت و تصوف میں یگانہ تھے۔
(انوار اصفیاء ص ۴۳۶)

دیگر بزرگان نوربخشیہ کا مذہب

تعارف صوفیہ نوربخشیہ کے سلسلے میں سلسلۃ الذہب الصوفیہ (سلسلہ نوربخشیہ) پیران طریقت کے صوفی مسلک ہونے کے بیان کے سلسلے میں اس سلسلہ پاک کے نمایاں ترین اقطاب کا ذکر خیر ہونے کے بعد ہم اجمالی طور پر دیگر نمایاں مرشدان حقیقت کے مذہب صوفیہ پر قائم ہونے کا بھی ذیل میں جستہ جستہ بیان کریں گے۔ تاکہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی اس عظیم روحانی تحریک کا پس منظر سمجھنے میں آسانی ہو جو مذہب صوفیہ کے احیاء کے لئے تھی اور تحریک نوربخشیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اس اجمالی بحث کی ابتداء ہم خود خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احادیث مبارکہ کی روشنی میں کریں گے تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ مذہب صوفیہ اصل دین اسلام ہے جو قرآن و احادیث سے ثابت ہے اور بعد کے زمانے کی ایجاد نہیں۔ (یہ ایک وسیع تر موضوع ہے جس پر مستقل بحث کی ضرورت ہے اس لئے ہم یہاں اختصار پسندی سے کام لیں گے۔ اور تبرکاً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ اور آدم الاولیاء حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ایک ارشاد پر اکتفا کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
من سره ان یجلس مع الله فلیجلس مع اهل تصوف
جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا چاہے اسے چاہیے کہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے۔
(مناقب الصوفیہ ص ۳۹، نور المومنین ص ۳۳، مقصود المومنین ریاض السیاحہ ص ۱۴۰)
(اسی مفہوم کو مولانا روم نے اس طرح ادا فرمایا ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

نیز حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من اقرب الی اللہ یوم القیامۃ فقال الانبیاء ثم الشھدا ثم اھل التصوف

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب کون ہے؟ پھر فرمایا انبیاء کرام۔ پھر شہداء۔ پھر اہل تصوف

(مناقب الصوفیہ ص ۳۶)

آپ نے مزید ارشاد فرمایا۔

لاتطعنوا علی اھل التصوف والخرق اخلاقھم اخلاق الانبیاء ولباسھم لباس الانبیاء

اہل تصوف اور اہل خرقہ کو کچھ نہ کہا کرو کیونکہ ان کا اخلاق انبیاء کے اخلاق جیسا اور ان کا لباس انبیاء کے لباس جیسا ہے۔

(نور المومنین ص ۹۶ ریاض السیاحہ ص ۴۰)

نیز آپ نے ارشاد فرمایا۔

راغبوا فی دعاء اھل التصوف واصحاب الجوع و العطش فان اللہ ینظر الیھم ویسرع فی اجابتھم

اہل تصوف اور بھوک وپیاس میں مبتلا لوگوں سے دعا کرانے کی رغبت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (بنظر رحمت) دیکھتا ہے اور (ان کی دعا) قبول فرمانے میں جلدی کرتا ہے۔

(نور المومنین ص ۹۶ ریاض السیاحہ ص ۴۰)

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

من سمع صوت اھل تصوف فلا یومن علی دعائہ کتب عنداللہ من الغافلین

جس نے اہل تصوف کی دعوت سنی اور اس پر کان نہ دھرا اس کا شمار اللہ کے نزدیک غافلوں میں ہو گیا۔

(کشف المحجوب ص ۲۷، حقیقت تصوف ص ۱۹۹)

مولائے متقیان آدم الاولیاء حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

التصوف اربعۃ حرف تاء و صاد و واو و فاء التاء ترک الدنیا و توبۃ و تقاء و الصاد صبر و صدق و صفا و الواو ود و ورد و وفاء و الفاء فرد و فقر و فنا

تصوف چار حروف پر مشتمل ہے ت، ص، و اور ف
ت سے ترک دنیا، توبہ اور تقویٰ مراد ہیں۔ ص کا مطلب صبر، صدق اور صفا ہے۔ واؤ کے معنی ود (محبت) ورد اور وفا کے ہیں اور ف سے مراد فرد، فقر اور فنا ہیں۔

اب ہم سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے دیگر صوفیاء کرام (جن کا ذکر خیر ہونے سے رہ گیا ہے) کے مذہب کا بیان کریں گے تاکہ مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی اصلیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

حضرت شیخ معروف کرخیؒ

(سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے نویں قطب)

آپ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے شاگرد اور حضرت شیخ سری سقطیؒ کے استاد تھے۔ آپ کا سلسلہ طریقت دو واسطوں سے حضرت علی علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ (۱) حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے واسطے سے (۲) حضرت داؤد طائیؒ کے واسطے سے۔ آپ صوفی المذہب ہے۔ خود فرماتے ہیں۔

صحبت باصوفیان کن یعنی صوفیوں کے ساتھ صحبت رکھو۔

(سیر عرفان ص ۸۱)

زین الدین کیائی کا بیان ہے کہ معروف کرخیؒ سری سقطیؒ کے مرشد اور استاد تھے اور دوسری صدی کے مشائخ صوفیہ میں سے تھے۔

(سیر عرفان ص ۱۱۵)

حضرت شیخ سری سقطیؒ

(سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے دسویں قطب)

آپ حضرت معروف کرخیؒ کے شاگرد اور جنید بغدادیؒ کے
آپ تصوف میں بڑا اونچا مقام رکھتے تھے۔ آپ کے
استاد تھے
اقوال بیسیوں کتابوں میں موجود ہیں جن سے آپ کے علمی مقام اور روحانی رسوخ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کے صوفی المذہب ہونے کی دلیل اہل علم کی مندرجہ ذیل رائے گرامی ہیں

سیر ولی ہندوستان کے بقول آپ حضرت معروف کرخی کے مرید تھے مقتدائے زمان و شیخ وقت اور امام اہل تصوف تھے۔ اصناف علم میں کامل تھے۔

(رموز عشق ص ۵۶)

علی قویؔ لکھتے ہیں کہ ابوالحسن سری سقطی اہل تصوف کے امام تھے اور اصناف علم میں کامل تھے۔

(ضمیمہ کشف المحجوب ص ۳۷۳)

ابوالمنصور سروری کے بقول بغداد میں شیخ سری سقطی پہلے شیخ تھے جنہوں نے تصوف کے ذریعے توحید کا درس عام کیا۔

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ

(سلسلہ صوفیہ نور بخشیہ کے گیارھویں قطب)

آپ کے مذہب کے بارے میں امام عبدالوہاب شعرانی، شیخ عبدالرحمن سلمی، پروفیسر محمد ایوب قادری، ابن اثیر، ڈاکٹر حسن منوچہر، نواب صدیق حسن خان، اسماعیل بن تجید، آیت اللہ مطہری، سید امیر علی، فضل احمد، علامہ تغری بردی، عبدالرحمن بن جوزی اور ابو محفوظ الکریم کے بیانات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ کچھ دیگر اہل علم کی آراء درج ذیل ہیں۔

بقول میر ولی الدین آپ سلطان طریقت پیشوائے اہل حقیقت اور مقتدائے زمان تھے۔ صوفیہ کے ائمہ اور سادات میں سے تھے۔ آپ کو سید الطائفہ اور امام ائمہ مانا گیا ہے۔

(رموز عشق ص ۵۳)

بقول معصوم علی شیرازی آپ صوفیوں کے امام اور سردار ہیں۔

(طرائق الحقائق ج ۲ ص ۳۸۸)

حنیف ندوی لکھتے ہیں "آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے تصوف کو خاص نظریات سے روشناس کرایا اور اسے ایک متعین پیرایہ بخشا۔"

(تعلیمات غزالی ص ۲۱)

حضرت شیخ ابو علی رودباریؒ

(سلسلہ صوفیہ نور بخشیہ کے بارھویں قطب)

آپ شہزادے تھے پھر سب کچھ چھوڑ کر راہ تصوف اختیار کی۔ آپ حضرت جنید بغدادیؒ کے شاگرد اور ابو علی کاتب کے استاد تھے۔ تصوف کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

تنازع الناس فی الصوفی و اختلفوا
قدما وظنوه مشتقا من الصوفی
ولست اهل هذا الاسم غیر فتی
صافی فصوفی الی ان لقب الصوفی

لوگ صوفی کے صوف سے اشتقاق میں جھگڑتے ہیں مگر میں اسے ہی صوفی کہوں گا جو باطنی معاملات کی صفائی کی بناء پر صوفی کے لقب سے ملقب ہو۔

(قرآن اور تصوف ص ۱۰)

آپ کے بارے میں اہل علم کا فیصلہ یوں وارد ہوا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ فرماتے ہیں۔ "آپ نوجوانان متصوفہ کے بزرگ تھے اور اعمال طریقت میں عظیم درجہ رکھتے تھے۔"

(کشف المحجوب ص ۳۱۵)

عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں۔ "آپ کا شمار صوفی شعراء میں ہوتا ہے۔"

(نفحات الانس ص ۲۰۱)

حضرت ابو عثمان مغربیؒ

(صوفیہ نور بخشیہ کے چودھویں قطب)

آپ شمالی افریقہ کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت ابو علی کاتب کے شاگرد اور ابو القاسم گرگانی کے استاد تھے۔

سید قاسم محمود آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "ابو عثمان سعید بن سلام مغربی مشہور صوفی، ولی کامل تھے۔"

(شاہکار انسائیکلوپیڈیا ص ۸۹)

حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ

(صوفیہ نور بخشیہ کے پندرھویں قطب)

آپ جرجانیہ ایران کے رہنے والے تھے حضرت ابو عثمان مغربی کے مرید اور ابو بکر نساج کے استاد تھے۔ آپ کا ایک مشہور شاگرد سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش ہیں جن کا مزار

لاہور میں ہے اور جنہوں نے کشف المحجوب نامی تصوف کی شہرہ آفاق کتاب لکھی۔

داتا صاحب کشف المحجوب میں اپنے استاد اور شیخ کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

"متاخرین صوفیہ کے قطب وقت ہیں۔ آپ عارف بے نظیر اور صوفی بے بدل ہیں۔"

(کشف المحجوب ص ۳۳۰)

حضرت شیخ احمد غزالی
(سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے سترھویں قطب)

آپ مشہور فلسفی اور صوفی امام محمد غزالی صاحب احیاء العلوم و کیمیائے سعادت کے برادر عزیز تھے اور شیخ ابو بکر نساج کے شاگرد اور شیخ ابو نجیب سہروردی کے استاد تھے۔ علم تصوف پر متعدد گراں قدر کتابوں کے مصنف ہیں جن میں بحر الحقیقۃ کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اہل علم ان کے مذھب کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔

محمد حسین سنبھلی لکھتے ہیں۔ "رسائل تصوف از وی خیلی پاکیزہ و لطیف است"

(تذکرہ روز روشن ص ۳۷)

احمد مجاہد آپ کے صوفیہ سے ہونے کی یوں تصدیق کرتے ہیں۔

شیخ احمد غزالی طریق اہل تصوف و طریقت برگزید و مرید شیخ ابو بکر گردید

یعنی شیخ احمد غزالی نے راہ تصوف و طریقت اختیار کی اور شیخ ابو بکر کے مرید ہوئے۔

(مقدمہ مجموعہ ص ۱۴)

نذیر احمد رانجھا لکھتے ہیں۔ "احمد غزالی ایک صوفی منش آدمی تھے۔"

(بحر الحقیقۃ ص ۱۹)

زین الدین کیانی کا بیان ہے۔ "احمد غزالی بھی صوفیہ میں سے ہیں انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔"

(سیر و سلوک ص ۷۰)

عبدالرحمان چشتی کا یوں رقمطراز ہیں۔ "امام ارباب طریقت، غریق بحر حقیقت بے باک از ذوق عالی شیخ ابو الفتح احمد بن محمد غزالی قدس سرہ کا مجددین صوفیاء میں شمار ہوتا ہے۔"

(مراۃ الاسرار ص ۵۳)

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ
(سلسلۃ الذھب کے بیسویں قطب)

ذکر شریف آگے گزر چکا ہے۔

حضرت شیخ علی لالا غزنوی
(صوفیہ نور بخشیہ کے اکیسویں قطب)

آپ حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسی کے خلیفہ اور حضرت شیخ احمد ذاکر کے استاد تھے۔

آپ کے بارے میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی فرماتے ہیں۔ "آپ کے والد گرامی خود ایک صوفی تھے اور ابو یوسف
آپ نے فقر و سلوک کی ابتدائی باتیں اپنے
ہمدانی کے مرید تھے
والد گرامی سے سیکھی تھیں۔"

(چہل مجلس ص ۸۰)

قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں۔ "رضی الدین علی لالا کہ از اکابر صوفیہ است" رضی الدین علی لالا صوفیہ حقہ کے اکابر میں سے ہیں

(مجالس المومنین ص ۲۵۹)

حضرت شیخ احمد ذاکر جوزجانی
(صوفیہ نور بخشیہ کے بائیسویں قطب)

آپ کم گوئی اور کثرت ذکر کی وجہ سے احمد اصم (گونگا) اور احمد ذاکر کے نام سے مشہور تھے۔

مہدی محقق آپ کے مذھب کی خصوصیت یوں بیان کرتے ہیں۔ "شیخ احمد جوزجانی کی خصوصیت تصوف زاہدانہ

خاموشی تھی

(مقدمہ کاشف الاسرار ص ۱۰

وہی مصنف لکھتے ہیں "شیخ احمد جوزجانی نے شیخ علی لالا سے طریق تصوف اخذ کیا"۔

حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائنیؒ

(سلسلہ عالیہ نور بخشیہ کے تیسویں قطب)

آپ حضرت علی لالا کے شاگرد اور حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے استاد و مرشد تھے آپ کی تو تصنیفات میں اپنا سرگذشت تصوف اور دوسرے صوفیانہ اشغال و اعمال اور مقامات و منازل کا بیان ہے۔

رسالہ آداب خلوت و عزلت میں آپ لکھتے ہیں "صوفیہ صوف سے مشتق ہے چاہئے کہ صوفی میں یہ اوصاف ہوں۔ صاد سے صدق و صفا، واؤ سے وصال حق، فا سے فراغت از غیر اللہ۔ یہ اوصاف پیدا ہوں تو اسم تصوف مجازی نہیں ہوگا۔

مہدی محقق لکھتے ہیں۔ "مقدمہ رسالہ خلوت نشینی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بغداد آنے سے پہلے ہی صوفیوں کی ارشاد و تربیت میں مشغول تھے۔"

(مقدمہ کاشف الاسرار ص ۱۱

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ

(سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے چوبیسویں قطب)

آپ نے تصوف کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھیں ان میں ضخیم ترین اور مشہور ترین "العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ" ہے آپ نے سمنان میں ایک پورے علاقے کو خرید کر وقف کر دیا۔ وہاں خانقاہ قائم کی جہاں صوفیوں کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا اہتمام تھا۔ اس بستی کا نام "صوفی آباد" رکھا گیا تھا۔ یہ خانقاہ اور بستی اب بھی موجود ہے۔ صوفی آباد کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں۔

صافی است از شرک شرکت صوفی آباد ای عماد
کردہ ام بر لطف ایزد در بنائش اعتماد

آب آن جاری و صوفی باد برخوردار ازان
تاجہاں آباد شد آن بنا آباد باد
وقف کردم حاصلش بر صوفیان و ذاکران
تا دل صوفی شود صافی دریں انشاد شاد

(خمخانہ وحدت ص ۱۳۵

آپ تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں

این حرف تصوف تو ندانی ز کجا است
ت توبہ و صاد صدق و واوش ز وفا است
ف اول فقر دان کہ او کوی فنا است
ہر کس کہ درو قدم نہد اہل رضا است

نیز آپ فرماتے ہیں۔

گو در رہ صوفیان قدم نہ
ہر مرد کہ طالب کمال است

(ایضاً)

محمد رضا خالقی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "آپ ساتویں صدی ہجری کے بڑے مشائخ صوفیہ، شعراء اور لکھنے والوں میں سے تھے۔"

(مفاتیح الاعجاز ص ۷۰۳

(جاری ہے)

نور بخشؒ اور فکر اسلامی کی تشکیل جدید

سجاد حسین ایم۔ایس۔سی (جیالوجی)
و ڈاکٹر غازی محمد نعیم ایم۔اے

فکر اسلامی گزشتہ چودہ سو برسوں میں مسلسل تغیر پذیری کے عمل سے دوچار رہی ہے۔اپنے ارتقاء اور پھیلاؤ کے ہر مرحلے میں دین اسلام کو نئے نئے ماحول اور حالات سے سابقہ پڑتا رہا ہے۔ اپنے ابتدائی دور میں اسے یونانی فلسفے اور مسیحی، ایرانی، اور بدھ مت وغیرہ کے تصورات اور نظریات کے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا اور بعد ازاں مشرقی و مغربی طرزہائے حیات کے مختلف پہلوؤں کا مقابل بھی ہونا پڑا۔بایں ہمہ فکر اسلامی نہ صرف زندہ و پائندہ رہی اور اس نے اپنی امتیازی خصوصیات کو محفوظ اور مستحکم رکھا بلکہ دیگر نظام ہائے فکر کے ان اجزا کو اس کے دائرہ کار میں آتے تھے اپنے اندر جذب کرنے میں بھی کامیاب رہی۔گو کہ عصر حاضر میں انجذاب کا یہ عمل قدرے سست معلوم ہوتا ہے۔

تاریخ اسلامی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے ہر دور اور قرن میں علماء و مفکرین اسلام نے فکر اسلامی کی تشکیل جدید میں بھرپور کردار ادا کیا ہے تاکہ عالم انسانیت کو بھلائی اور کامیابی کے راستے پر ڈالا جاسکے۔انسانی دوستی کے جذبے کے نقطہ نظر سے اسلام کے امن، محبت اور انسان دوستی کے پیغام سے عالم انسانیت کو روشناس کرا کر اسلام کی حقانیت کو دلنشین بنانے میں صوفیائے اسلام کا حصہ دیگر علمائے کرام سے زیادہ ہے۔ خصوصاً سلسلۃ الذہب الصوفیہ (سلسلہ عالیہ نوربخشیہ) کے مرشدان حقیقت نے بھرپور علمی کام کئے ہیں اور اسلامی تصوف کے روشن فکر کو حیات جاودانی عطا کرنے میں ان کی علمی کاوشوں کا بڑا حصہ ہے۔ان مرشدان حقیقت میں حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت احمد غزالیؒ، حضرت نجم الدین کبریؒ، حضرت علاؤالدولہ سمنانیؒ، حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے اسمائے گرامی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔حضرت جنید بغدادیؒ کا سب سے عظیم علمی کارنامہ تصوف کی روایات کو کتاب و سنت کی بنیادی تعلیمات سے مربوط بنانا اور یہ ثابت کرنا ہے کہ اس علم کا ماخذ قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کوئی شخص شریعت سے روگردانی کرکے طریقت میں مقام حاصل کرنے کا دعویٰ کرے تو یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونا ہی تصوف اسلامی کی اصل کسوٹی ہے۔اسی طرح شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی علمی نگارشات میں بادشاہوں اور سربراہان مملکت سے لے کر عام آدمی تک کے لئے ضابطہ ہائے حیات کا مکمل تعین فرمایا۔اسی طرح آپ سے قبل کی کبروی اور سمنانی روایات میں کونیاتی علم کی مکمل تشکیل جدید تصوف و عرفان کی روشنی میں کی گئی ہے۔شاہ سید محمد نور بخشؒ نے جہاں اپنے پیشرووں کی روایت کو آگے بڑھایا وہاں اسلامی تصوف کی تاریخ میں پہلی بار علم فقہ کے موضوع پر بھی آپ نے ایسا عظیم الشان تحقیقی کام کیا جس کے باعث شریعت محمدیہ کی احیائے نو ممکن ہوگئی۔اور عالم اسلام کے مابین اصولی و فروعی اختلافات کو دور کرتے ہوئے اتحاد بین المسلمین کی ایک عظیم الشان تحریک چلائی جس کا بیان آگے چل کر آئے گا۔

نور بخشؒ کا علمی مقام

عصر حاضر میں مولوی محمد شفیع صاحب برصغیر پاک و ہند کے اہل علم محققین میں سب سے معتبر سمجھے جاتے ہیں۔انہوں نے اپنے ایک گراں قدر مقالے میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے کمالات علمی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔اگرچہ مولوی شفیع صاحب نور بخش کی زندگی تصنیفات اور تحریک کے بعض پہلوؤں تک براہ راست رسائی میں ناکامی کے باعث لغزش کا بھی شکار دکھائی دیتے ہیں لیکن تحقیق کا سرچشمہ کبھی خشک نہیں ہوتا۔غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی علمی

صلاحیت کے ضمن میں وہ یہ بیان نقل کرتے ہیں۔

"اشرف فضائل و کمالات میں سے کوئی بات ایسی نہیں جو خدا نے ان کو نہ دی ہو۔ نسب میں وہ قریشی، ہاشمی علوی، فاطمی، حسینی، کاظمی ہیں۔ علوم عربی میں فرید فضلائے زمان، علوم شرعی میں وحید مجتہدان جہان، علوم ریاضی میں افلاطون موجود ہوتا تو ان سے استفادہ کرتا۔ علوم شریفہ جعفریہ (جفر وغیرہ) میں وہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کے تابع ہیں۔ سیمیا، کیمیا وغیرہ میں اگر وہ عار نہ تھیں تو بوعلی سینا ہیں۔ مکاشفات فلکی، مشاہدات ملکوتی، مغیبات جبروتی اور تجلیات لاہوتی میں وہ کامل ہیں۔ اطوار اذکار سبعہ لسانی اور نفسی اور قلبی اور سری اور روحی اور حقی اور غیب الغیوب میں وہ واصل اور متواصل ہیں۔ معرفت حقائق اشیاء اور مشرب توحید میں آسمان کے تلے نہ ان سا ہے اور نہ ہوا ہوگا۔ اے اہل زمانہ امام اولیاء پر فخر کرو اور اے اہل ملک نتیجہ سلطان آل عبا کی نصرت میں دوسروں پر سبقت حاصل کرو اور اے اہل علم تیہ تقلید سے نکل کر سرچشمہ تحقیق کے پاس آؤ اور اے معرفت والو علم یقین کو ڈھونڈو اور اے خواص صدق و اخلاص میں سعی کرو اور اے عوام لباس تقویٰ پہنو۔"

غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ مرزا شاہ رخ کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

"اس زمانے میں باجماع اہل بصیرت و بصارت خاندان نبوت و ولایت کا کوئی فرد اگر شریعت و طریقت و حقیقت حضرت رسالت پناہی پر ہے تو وہ محمد نوربخش ہے احادیث شریف "اشرف امتی حملۃ القرآن" و "العلماء ورثۃ الانبیاء" و "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ" ان سب کا اطلاق ان پر ہوتا ہے۔ جہان بھر میں اگر کوئی سید ہے جو فنون علم شرعی وادبی و حکمی میں متبحر ہے اور مکاشفات و مشاہدات و معاینات و تجلیات آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی اور حقائق توحید و معرفت و تصوف میں منفرد ہے اور پچاس مرید صاحب حال رکھتا ہے جو ریاضت اور مجاہدت اور خدمت اور عزلت میں تربیت یافتہ اور صاحب تجلی اور محقق ہیں تو ایسا سید نوربخش ہے اور مرشدان صمدانی اور علماء ربانی کے نزدیک ایسے صاحب کمال کے ساتھ محبت اور ارادت رکھنا اور اس کی ملازمت اور اطاعت کرنا پادشاہان اسلام پر واجب ہے اور اکثر علماء اسلام بلکہ خواص و عوام جانتے ہیں کہ اس کاتب حروف کے علاوہ اور کوئی شخص دنیا بھر میں ان صفات کی جامعیت کے ساتھ موصوف نہیں ہے۔"

غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کا نسب سترہ واسطہ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ بقول مولوی محمد شفیع صاحب مجالس المومنین قاضی نور اللہ شوستری نے ان کے خاندان کے متعلق ایک نہایت قابل ذکر بات یہ بتائی ہے کہ ان کے اجداد میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی شخص صاحب حال رہا ہے خواہ وہ مجذوب تھا یا سالک۔ ان کے والد محمد بن عبداللہ نے طریق تجرد و انقطاع اختیار کیا اور امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کے لئے خراسان گئے اور قائن صوبہ قہستان میں وارد ہو کر توطن اور تاہل اختیار کیا۔ یہاں سید محمد نوربخش ۷۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور تھوڑے سے عرصے میں تمام علوم ظاہری و باطنی میں تبحر پیدا کیا۔ سیر موصوف نے مرید شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ اسحاق ختلانی کی بیعت کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی قابلیت اور استعداد ذاتی کی بدولت فقر و سلوک کی منازل کامیابی کے ساتھ طے کیں اور ایسا عظیم رتبہ و مقام حاصل کیا کہ ان کے مرشد حضرت خواجہ اسحاق ختلانی نے ایک خواب کے بموجب آپ کو نوربخش کا لقب دیا اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری خرقہ انہیں پہنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا اور تمام سالکوں کے کاروباران کے حوالے کئے بلکہ خود اپنے مرید سے بیعت بھی کی اور اپنے مریدوں کو بھی یہی ترغیب دی۔

صاحب اسرار الشہود شاہ سید کا لقب نوربخش اشارہ غیبی کے تحت عطا ہونے کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

آمدہ از غیب نامش نوربخش
بود چوں خورشید بامش نوربخش

ان کا لقب نوربخش غیب سے عطا ہوا اور ان کی دہلیز آفتاب عالمتاب کی طرح جملہ اہل عالم کے لئے نور بخشنے والا ہے۔

صاحب اسرار الشہود حضرت شیخ شمس الدین لاہجی اسیری

شاہ سید محمد نوربخش کامل ترین خلفا میں سے ہیں اور ان کی شخصیت علمی لحاظ سے نہایت شاندار ہے۔ ان کی تصنیفات میں سے "شرح گلشن راز" کو شہرہ آفاق حیثیت حاصل ہوئی اور دور حاضر میں بھی مغرب اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں بطور نصاب رائج ہے۔ اسیری لاہجیؒ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے فضل و کمال کا اعتراف یوں کرتے ہیں۔

ملک دین را آن کہ حالی مقتداست
زبدہ اولاد ختم انبیا است

باطن او مخزن سر علیت
قرۃ العین نبی است و ولیت

ختم شد بر ذات او فضل و کمال
در کمالش کے رسد وھم و خیال

منحصر شد رھبری در ذات او
ھست منشور جان آیات او

وارث علم و کمال انبیاء
پیشوائے اولیا کشف الوراء

ھرچہ در عالم کمالش نام بود
جملہ در ذات شریف او نمود

نیز فرماتے ہیں

قطب اقطاب جہاں ہادی الوراء
مہدی دوران و فخر اولیاء

غوث اعظم دین و ملت را پناہ
فقر ذاتش بر کمالاتش گواہ

مظہر جامع امام الاصفیاء
گشتہ بر تخت ولایت پادشا

بود جامع ذاتش ز اطوارہا
کردہ دورش فخر بر ادوارہا

نوربخشؒ کا تصور علم

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی کہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ ایک جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے اور ان کی علمی اور فکری تحریک عرفان و تصوف کے علاوہ عقائد و فقہ اور فلسفہ و حکمت و سائنس غرض ان تمام علوم انسانی کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کئے ہوئی تھی جن کا تعلق بنی نوع انسان کی دنیوی اور اخروی نجات سے تھا۔ اس تحریک کے دوررس علمی، معاشرتی اور اثرات مرتب ہوئے اور آنے والی صدیوں میں بھی روشن مینار کی طرح عالم انسانیت کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ دور حاضر کے ممتاز سکالر کالج آف دی ہولی کراس امریکہ کے پروفیسر ڈاکٹر شہزاد بشیر نے شاہ سید محمد نوربخش اعلی اللہ مقامہ کے تصور علم پر مدلل بحث کی ہے۔ ذیل میں ہم اس کا انگریزی سے ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

"غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے تصور علم کے مطابق انسان کائنات کو کئی طریقوں سے سمجھ سکتا ہے۔ سب سے پہلے وہ کائنات کو عالم محسوسات اور عالم بالا (غیر محسوس) میں تقسیم کرتے ہیں یہ تقسیم صوفیاء کے تصور ظاہر و باطن سے مماثل ہے۔ انسان کائنات کے ان پہلوؤں کا علم عقل و شعور کے کئی ذریعوں حاصل کر سکتا ہے یوں علم انسانی کی کم از کم تین جہتیں ہیں۔

۱۔ علم ظاہر۔ یعنی طبعی دنیا کے علوم (بشمول کونیات (cosmology)، حکمت و فلسفہ، علم فقہ (jurisprudence) وغیرہ)

۲۔ علم باطن بوسیلہ علم ظاہر۔ یعنی نجوم (astrology) علم فراست (physiognomy) وغیرہ۔

۳۔ علم باطن جو براہ راست تجربے سے حاصل ہوتا ہے۔

علم ظاہر

نوربخش کے نزدیک سب سے ادنیٰ علم طبعی دنیا کے علوم (بشمول فلسفہ وسائنس) اور دین ومذہب کے ظاہری پہلوؤں سے متعلق علوم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سائنسی علوم پر عبور حاصل ہونے کے باوجود نوربخش نے اسے درخور اعتنا خیال نہیں کیا (چنانچہ مکتوب در نصیحت مریدان میں وہ سائنسی علوم میں اپنی مہارت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ اگر افلاطون ان کے دور میں زندہ ہوتا تو فلسفہ سائنس اور ریاضی کا علم ان سے ہی حاصل کرتا اور یہ کہ وہ کیمیا اور دوسرے علوم میں ابن سینا سے زیادہ متبحر ہوچکے ہیں۔) انہوں نے فقہا کو بھی چنداں قابل ذکر نہیں سمجھا بلکہ صوفیا میں مقبول ایک حدیث شریف کا حوالہ دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ فقہا دین کا صرف ایک تہائی حصہ سمجھ سکتے ہیں۔ ان کا مرکز توجہ علم شریعت ہے جس کی گہرائیوں تک کما حقہ رسائی کے لئے طریقت اور حقیقت کا علم ضروری ہے۔ بایں ہمہ نوربخش نے علم فقہ پر بھی عبور حاصل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ (اس کا بین ثبوت ان کی شہرہ آفاق تصنیف "الفقہ الاحوط" ہے جس میں شریعت محمدیہ کو ہو بہو اسی شکل میں پیش کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہے جیسی یہ شریعت خود شارع علیہ السلام کے زمانے میں رائج تھی۔)

نوربخش کے خیال میں محض فقہی موشگافیاں زندگی کے تمام امور میں مکمل رہنمائی نہیں کرسکتیں۔ اپنے ایک رسالے میں اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے کہ صوفیا کو تحفے تحائف قبول کرنے چاہئیں یا نہیں، وہ کہتے ہیں کہ جہاں اس معاملے میں عوام کو فقہا کی رائے کا احترام کرنا ضروری ہے وہاں اولیاء اللہ ایسے معاملات میں عالم بالا سے کشف کے ذریعے بہتر فیصلے کر سکتے ہیں۔ اس کی وضاحت وہ ابویزید بسطامی کی دو مثالوں کے ذریعے کرتے ہیں۔

پہلی مثال میں حضرت ابویزید کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ وہ ایک بار بازار سے گزر رہے تھے اور از راہ تفنن ایک بچے کے ہاتھ سے شیرینی اٹھالی۔ اور پھر جب وہ اس شیرینی کو برتن میں واپس رکھنے لگے تو انہیں ایک غیبی آواز آئی کہ یہ شیرینی کھالو معلوم ہوا کہ وہ بچہ اس شیرینی کو اپنے والد کے حکم کے مطابق مسجد میں صوفیا میں تقسیم کرنے کی نیت سے لے جارہا تھا اور یوں ابویزید کا اس میں سے اپنا حصہ وصول کرنا یقیناً حلال اور پسندیدہ تھا۔ (جب کہ ظاہری فقہ کے اعتبار سے یہ غصب اور حرام کے زمرے میں آتا ہے۔)

دوسری مثال میں حضرت ابویزید کا ایک ساتھی کوئی کھانے کی چیز لایا اور وہ دونوں کھانے بیٹھ گئے۔ جونہی وہ لقمہ توڑنے لگے تو غیب سے صدا آئی کہ وہ آدمی خیانت کار ہے اور جو کھانا لایا گیا ہے وہ ایک یتیم سے چوری کردہ گندم سے تیار کیا گیا ہے۔ یوں انہوں نے اپنا ہاتھ روک لیا اور رزق حرام سے بچ گئے ان واقعات سے واضح کرنا مقصود ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے حلال اور حرام کے ظاہری معیارات کافی نہیں ہوتے۔

ایک اور رسالے میں نوربخش فرماتے ہیں کہ فقہا کے احکام کی سو فیصد قبولیت اسی صورت میں ممکن ہے کہ یا تو وہ اہل عقل و دانش کو عقلی طور سے مطمئن کریں یا پھر الہامی طریقے سے ان کی توجیہ ہوسکے۔ رسول امی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اس حقیقت کی روشن مثال ہے کہ حقیقی علم من جانب اللہ عطا ہوتا ہے، پڑھنے لکھنے یا کتابیں ازبر کرنے سے حاصل نہیں ہوتا۔

ظاہری نشانیوں سے علم باطن کا حصول

نوربخش کہتے ہیں کہ کامل صوفیا عام زندگی کے مشاہدات اور معاملات سے باطنی حقائق کا ادراک کرسکتے ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ علم تصوف سے متعلقہ علوم کا حصول

۲۔ عالم مثال میں اچانک پیش آنے والے تجربات

اس ضمن میں انہوں نے علم نجوم اور علم فراست کی اہمیت پر زور دیا ہے جن کے ذریعے سے ماضی اور مستقبل کے معاملات معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

علم نجوم کے ضمن میں ان کا خیال ہے کہ ارضی اجسام کی حیات اور شعور کا ماخذ کائنات کے بالائی نظام ہیں۔ اور ان کی خصوصیات ستاروں اور سیاروں کی گردش اور مقامات سے متعین ہوتی ہیں۔ عالم دنیا اور عالم بالا کے اس تعلق کا نتیجہ ہے کہ علم نجوم کا ماہر اپنے علم کی بنا پر کسی شخص کے بارے میں حکم لگا سکتا ہے کہ اس کی عمر کتنی ہوگی اور اس کی بیماری اور موت کا کون سا متعین ہے۔ اس کے لئے وہ اس شخص کی پیدائش کے وقت مواقع نجوم کا تعین کرتا ہے۔

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

روح اور روحانیت

شکور علی انور فاضل عربی - بی - اے

ہے تاکہ وہ حق کی بندگی نہ اس جہان کے لئے کرے اور نہ اس جہان کی خاطر - نہ اس بندگی کا بدلہ طلب کرے نہ اس کے عوض لباس و طعام مانگے - اس نور سے وہ صدیق بن جاتا ہے -

۸- نور رعایت

اس نور کا اثر یہ ہے کہ وہ حق کی حفاظت کو خود پر دیکھتا ہے - اگر تمام دنیا اور جنت اس کی ملکیت بن جائیں تو بھی وہ خود ان سے بے نیاز بن جاتا ہے - ہر چیز کے راز کو اس پر کھول دیا جاتا ہے اور وہ تارک الدنیا بن جاتا ہے -

نور انابت

اس نور کا اثر یہ ہے کہ وہ اپنی تمام ذات سے حق کی طرف لوٹ آتا ہے لیکن ابھی اس نے راستہ نہیں دیکھا ہوتا اور معرفت کا جمال نہیں پایا ہوتا مگر وہ اس نور کے اشارے سے اس طرح چلتا ہے جس طرح کہ آدمی صبح کی روشنی میں چلتا ہے -

نور اجابت

اس نور کا اثر یہ ہے کہ وہ حق کا امیدوار بن جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ گویا اسے ہر گھڑی دیدار کرایا جا رہا ہے -

نور وجد

یہ وقت اور حال جو آدمی کو ہوتا ہے وہ اس حال میں ہے سکر غلبہ اور تنہائی اس مقام میں ہے لیکن یہ چمک اس کو بے خبر کر دیتی ہے - اسے اپنے حال کی کوئی خبر نہیں ہوتی ہے -

نور وحدانیت

اس نور کا اثر اس پر یہ ہوتا ہے کہ وہ خود ان کو تمام چیزوں سے تنہا دیکھتا ہے تاکہ کوئی چیز اس کے راستے کا تعلق نہ بنے - وہ اس کا نور دیکھنے والا ہو اور اس ولایت کی طرف پشت کرنے والا ہو - یہ نور دل کے تمام حدود دکھاتا ہے -

نور جلال

اس نور کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جب فراق اس پر غالب آجاتا ہے تو وہ اپنے وطن سے چل پڑتا ہے مگر دوست تک نہیں پہنچتا -

نور عظمت

اس نور کا اثر یہ ہوتا ہے کہ تمام مقامات کی بزرگی اس کے نزدیک حقیر بن جاتی ہے اور وہ اپنی حقارت کو اس کی چمک سے دیکھتا ہے تاکہ کوئی دل کی خواہش باقی نہ رہے اور وہ بیدار بن جاتا ہے -

(بحر الحقیقۃ ص ۴۳)

لیکن غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ انوار سبعیہ قلبیہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں - " طور ششم کہ خفی است حاوی شود جمیع الوان متلونہ در رنگ سیاہ مضمحل گردد و جمیع متعینات متکثرہ در وحدت عالم جبروت داخل گردد - یعنی دل کا چھٹا انداز یہ ہے کہ وہ حاوی ہو جاتا ہے تمام بدلتے رنگوں کا رنگ کالے رنگ میں مدغم ہو جاتا ہے اور تمام متعینات متکثرہ عالم جبروت کی وحدت میں داخل ہوتے ہیں -

(رسالہ نوریہ قلمی ص ۳۸)

مطلب یہ ہوا کہ اقسام انوار میں سے سیاہ رنگ کا نور اس وقت نمودار ہونے لگتا ہے جب سالک عالم جبروت میں غایت کا مقام

بقیہ صفحہ ۲۵ پر

آپ کے مسائل اوران کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول شدہ مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں ۔ مفید سوالات کے جوابات شائع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ غیر مفید سوالات سے نہ تو کسی کا ذاتی مفاد وابستہ ہوتا ہے اور نہ وہ قومی مفادات کے لئے کارآمد ہیں ۔ لہٰذا ہم نے صرف اور صرف مفید سوالات کے جوابات شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے ۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے ۔

سوالات

سوال نمبر۱۔ کسی واجب غسل کی بجاآوری کے دوران پانی کے چھینٹے بالٹی یا ٹب وغیرہ میں گرتے ہوں تو غسل کا کیا ہے گا؟

سوال نمبر۲۔ حلال گوشت پرندے اور حرام گوشت پرندے کی پہچان کیا ہے؟

سائل ۔ دی ۔ سی یوسف علی ریگن سکنہ چھوربٹ

سوال نمبر۳۔ بیوی کی طرف سے شوہر کو دادا کہہ کر پکارنا اور شوہر کی طرف سے بیوی کو دادی کہہ کر پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۴۔ کیا نکاح عربی زبان میں ہی ضروری ہے؟

سائل ۔ آئی ۔ ایم زیڈ چھوربٹ مقیم سکردو

سوال نمبر۵۔ محاذ جنگ پر اگر کوئی فوجی جوان دشمن کی گولی سے شہید ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

سائل عبدالکریم سکساوی آزاد کشمیر

جوابات

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
بالٹی یا ٹب وغیرہ میں پانی لے کر غسل کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالٹی اور ٹب وغیرہ کو اپنے سے کچھ فاصلے پر رکھیں تاکہ دوران غسل پانی کے چھینٹے بالٹی یا ٹب وغیرہ میں نہ گرنے پائیں ۔ تاہم بعض اوقات غیر اختیاری طور پر کچھ چھینٹے کافی احتیاط کے باوجود بالٹی یا ٹب وغیرہ میں گر ہی جاتے ہیں تو اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی ۔ غیر اختیاری صورتیں معاف ہوا کرتی ہیں ۔

جواب نمبر۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
حلال گوشت والے پرندوں کی کھلی پہچان کی صورتیں یہ ہیں ۔
۱۔ گردن کے ساتھ ہی پوٹے کا ہونا جس میں نگلے ہوئے دانے وغیرہ جمع رہتے ہیں اور نظام ہضم کے تحت رفتہ رفتہ وہ ہضم ہو جاتے ہیں ۔
۲۔ پنجے میں چیزیں پکڑنے کی عادت کا فقدان بلکہ چیزیں چونچ سے پکڑ کر ادھر ادھر لے جاتے ہیں ۔
۳۔ پنجے میں پکڑ کر چونچ مارنا ان کو نہیں آتا ۔ جہاں چیزیں پڑی ہوں وہیں پر چونچ مار کر اپنی خوراک کا بندوبست کرتے ہیں ۔
حرام گوشت والے پرندوں کی کھلی پہچان کی صورتیں یہ ہیں ۔
۱۔ گردن کے ساتھ کوئی پوٹا نہیں ہوتا ۔ بلکہ پیٹ میں نگلے ہوئے دانے وغیرہ چلے جاتے ہیں ۔
۲۔ پنجے میں چیزیں پکڑنے کی عادت ہوتی ہے ۔ چیزیں پنجے میں دبا کر ادھر ادھر لے جاتے ہیں ۔
۳۔ پنجے میں چیزوں کو مضبوطی سے پکڑ کر چونچ مار کر کھانے کا بندوبست کرتے ہیں ۔
یہ موٹی موٹی اور کھلی پہچان کی صورتیں ہیں ۔ ان کے علاوہ بھی عادات اور اطوار وغیرہ دونوں میں مختلف ہوا کرتے ہیں

گھونسلے بنانے کے طریقے بھی مختلف ہوا کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تعظیم و تکریم نیز الفت و محبت کے طور پر بیوی کی طرف سے شوہر کو دادا کہہ کر پکارنا اور شوہر کی طرف سے بیوی کو دادی کہہ کر پکارنا روا ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نکاح کا مرحلہ طے کرنا عربی زبان میں زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ عربی سب زبانوں سے افضل زبان ہے۔ قیامت کے روز تمام زبانیں یکسر معدوم ہو جائیں گی اور سب کی مشترکہ زبان عربی ہی قرار پائے گی۔ کتب سماویہ میں سب سے افضل کتاب قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ لہذا ہمارے ہاں بہت سے اعمال وغیرہ کی نیت عربی میں کی جاتی ہے اور نکاح خوانی کا فریضہ بھی عربی زبان میں انجام دیا جاتا ہے۔ تاہم اگر کوئی عربی زبان پر قادر نہ ہو تو وہ اپنی مادری زبان میں بھی نکاح خوانی کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اگر کوئی فوجی جوان دشمن کے حملے کے نتیجے میں جان بحق ہو جائے تو وہ شہید کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر وہ حقیقتاً شہید کا مصداق بنتا ہو تو شہید کے حق میں دو واجب امور ساقط ہو جاتے ہیں۔

۱۔ غسل ساقط ہو جائے گا۔

۲۔ کفن ساقط ہو جائے گا۔

پس اس کے بدن سے صرف ہتھیاروں کو الگ کیا جائے گا باقی اس کو فوجی وردی ہی میں دفنایا جائے گا۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کی جائے گی۔

توقع ہے کہ محترم یوسف علی رینگن، آئی ایم زیڈ چھوربٹ اور عبدالکریم سکساوی مقیم آزاد کشمیر اپنے سوالات کے جوابات سے ضرور مطمئن ہو جائیں گے۔

روحانیات

حاصل کر لیتا ہے۔ اور دل کے اطوار میں چھٹے درجے یعنی خفی میں وارد ہو جاتا ہے جہاں تمام تر تعینات اشیاء کی اصلی حقیقت ایک ہو جاتی ہے جو درجہ شہود کے معیار پر اترنے والی نورانیت ہوتی ہے اور یہ قلبی واردات کی ایک حسین وادی ہے جہاں سے تفکرات انسانیہ کی تعلیم ملتی ہے اور اعیان ثابتہ کے علوم سے تجلی شہودی کے فیض پانے کا سامان فراہم ہوتا ہے اور ہو افاضہ حق کا قابل بن جاتا ہے۔

خلاصہ کلام شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ

قلب فانوس کی مانند ہے۔ روح نباتی زجاجہ یعنی شیشے کی مانند ہے روح حیوانی بتی یہ فتیلے کی مثل ہے۔ نفسانی روح روغن کے مشابہ ہے۔ روح انسانی نور کی مثل ہے۔ نبوی روح نور علی نور ہے کی مانند اور قدسی روح ان تمام انوار کا مجموعہ ہے۔

یہاں سورہ نور کی آیت اللہ نور السموات و الارض الخ کی تفسیر صوفیانہ جہت سے پیش کی گئی ہے۔

دل ز نور و جان ز نور نور ایمان هم ز نور
هر سه نور ار جمع گردد بنده خواند یا غفور

دل نوری، جان نوری اور ایمان نوری۔ جب تینوں نور جمع ہو جائیں تو بندہ یا غفور کہتا ہے۔

(زبدۃ المناقب ص ۱۸۷)

(جاری ہے)

تفکر و تذکر

سے محروم ہے۔ اپنے علمی اور فکری ورثے کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور غیر قوموں کی روایات کی اندھا دھند نقالی کو محفوظ اور معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ یوں ایک طرف تو مادی وسائل اور اسباب حیات کے اعتبار سے مشرق کے پسماندہ معاشرے بالعموم اور منفی رجحانات کے حامل مذہبی اور صوفیانہ معاشرے بالعموم کسمپرسی کی صورت حال سے دوچار ہیں دوسری طرف فکری انحطاط اور زبوں حالی کے باعث وہ مضبوط روحانی سہاروں سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں جو ان معاشروں کی اصل دولت سمجھے جاتے تھے۔

(جاری ہے)

دنیائے تصوف کی خبریں

غلام مہدی تصوفی

کریس میں یوم پاکستان کا جلسہ

۱۴ اگست کو پاکستان کے جشن آزادی اور تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان کے گیارھویں یوم تاسیس کے موقع پر ایک پروقار جلسہ مرکزی سکریٹریٹ صوفیہ بازار کریس میں زیر صدارت رضا علی عابد منعقد ہوا جلسے کے مہمانان گرامی میں ممتاز عالم دین مولانا محمد علی عارف اور تنظیم کے صدر غلام حیدر بھی شامل تھے۔ قاری محمد حسین کی تلاوت کلام پاک اور محمد ذکریا کی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سٹیج سکریٹری محمد حسن جنیدی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ عبدالرحمن ہمنواؤں نے حضرت امام حسینؑ کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ عارف حسین طالب علم نے شاہ ہمدان کی شان میں منقبت پیش کی۔ لیاقت علی اور حیدری نے نعت پیش کی۔ محمد عقیل اور شکیل نے شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں احمد علی طالب علم نے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی شان میں اور محمد اویس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ اصغر علی نے حقیقت تصوف کے موضوع پر تقریر کی۔ مہمان خصوصی مولانا محمد علی عارف نے یوم آزادی کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے بابائے قوم محمد علی جناح اور حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی مساعی کو خراج عقیدت پیش کیا۔ غلام حیدر صاحب نے کارکنوں کے کردار کی تعریف کی۔ مرکزی صدر رضا علی عابدی نے خطبہ صدارت میں تمام شرکائے جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اور آخر میں مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

پبلسٹی سکریٹری

ملدومر میں این وائی ایف کی یونٹ سازی

۱۹ اگست کو شیلو ملدومر میں این وائی ایف کا ایک یونٹ قائم کیا گیا۔ منتخب عہدیداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

صدر۔ یعقوب علی راہی
نائب صدر۔ سخاوت حسین
رابطہ سکریٹری۔ عبدالرحیم چوہان
سکریٹری نشرواشاعت۔ کاچو فرہاد علی خان
فنانس سکریٹری۔ محمد یوسف
ڈپٹی جنرل سکریٹری۔ اشرف حسین

عبدالرحیم چوہان رابطہ سکریٹری

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کھانے یونٹ کا قیام

گزشتہ دنوں ضلع گانچھے کے موضع کھانے میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے ایک یونٹ کا قیام عمل میں آیا جس میں علاقے کے باشعور طلبا نے بھرپور شرکت کی۔ اس موقع پر مراد علی صاحب نے اپنے خطاب میں نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ عوام کو باشعور بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ منتخب عہدیداروں کے نام یہ ہیں۔

حاجی عمران صاحب (صدر)، ذاکر حسین (جنرل سکریٹری)، غلام سرور، نورعالم، ذوالفقار علی، فدا علی، ہارون، عاشق علی، نجف علی حمایت علی، محبوب علی، علی حسن، شجاعت علی،

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان پر ایک نظر

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن شاہ ہمدان امیر کبیر سید

علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب ہے اس فیڈریشن کا بنیادی نصب العین شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے تبلیغی مشن کو جاری وساری رکھنا ہے۔ ۶جون ۱۹۸۹ کو اس تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس فیڈریشن نے بہت سے نمایاں کام انجام دیئے ہیں۔ بزرگان دین خاص کر امام الاولیاء حضرت علی علیہ السلام، خاتم الاولیاء حضرت امام مہدیؑ، شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ اور غوث المتأخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے ایام ولادت کے مواقع پر خصوصی محفلوں کا انعقاد کر کے ان کی حیات و تعلیمات سے اہل معاشرہ کو بہرہ ور کرایا۔ اسی طرح نوجوان طبقہ کو فلاحی امور کی طرف مائل کر کے ان کے اخلاق کی تعمیر اور سماجی برائیوں کے خاتمے کے لئے فیڈریشن پیش پیش رہی ہے۔ اس تنظیم کی کوششوں سے علاقے میں علم کی روشنی عام ہوئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں میں بیداری پیدا کر کے اس تنظیم کو پھر سے فعال بنایا جائے تاکہ گلستان تصوف کی آبیاری میں یہ کماحقہ اپنا کردار ادا کر سکے۔

محمد باقر بدر
تعمیر ملت پبلک سکول سرسیک

اظہار تشکر

ادارہ نوائے صوفیہ اپنے تمام مخلص نمائندوں اور کارکنوں کا بے حد شکر گزار ہے جن کے تعاون اور بے لوث خدمت نے اس رسالے کو بین الاقوامی شہرت دینے میں اہم کردار کیا۔ خصوصاً سعودی عرب میں مقیم اہل نوربخشیہ کا جذبہ دینی قابل تعریف ہے جنہوں نے اس ادارے کو استحکام دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا اور مزید خدمت دینی کی توفیق عطا فرمائے۔

(ادارہ)

نوائے صوفیہ کے چیف آرگنائزر کی بلتستان روانگی

ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد کے چیف آرگنائزر جی ایچ معروفی مختصر دورے پر اسلام آباد سے بلتستان روانہ ہو گئے ہیں۔ اس دورے میں وہ اپنی نجی معروفیات کے علاوہ نوائے صوفیہ کے نمائندوں اور ممتاز شخصیات سے بھی تبادلہ خیالات کریں گے۔



جی۔ ایچ معروفی

بقیہ مجموعہ شریعت محمدیہ

اسلام سے ہوا کرتا ہے جو دائرہ اسلام سے باہر ہو اس پر کوئی حکم رب عائد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مسلمان ہونا بھی سبب وجوب نماز قرار پایا۔

۳۔ اگر دیکھا جائے تو پتہ چل جائے گا کہ جملہ احکام الٰہی کا تعلق اوقات اور حالات کے ساتھ ہے۔ کسی بھی نیک عمل کے لئے اگر کوئی وقت شرعاً مقرر ہو تو مقررہ وقت کے آنے سے پہلے اس عمل کی بجا آوری درست نہیں ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ نماز تو ایک اہم ترین عبادت ہے اس کے لئے بھی شرعاً وقت مقرر ہے۔ نماز کے اوقات کا بیان سابقہ شماروں میں گزر چکا ہے۔

(جاری ہے)

قارئین کے خطوط

ہومیوڈاکٹر ایم۔اے شاہد

۱۔ نوائے صوفیہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اہل تصوف کی دعاؤں اور کارکنوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ ہم سب کی دعا ہے کہ یہ رسالہ مزید ترقی کی منزلیں طے کرے۔

مراد علی مرتضی گون بلتستان

۲۔ علامہ بشیر صاحب کی نوائے صوفیہ میں تصویر دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی اور پروفیسر شہزاد بشیر اور پروفیسر جمال الیاس کا انٹرویو بہت پسند آیا۔ ان کی عالمانہ باتیں اور مشورے ہمارے لئے نہایت کارآمد ہیں۔

غلام محمد زاہد سکردو

۳۔ نوائے صوفیہ کا مطالعہ کیا۔ اس رسالے میں دینی مسائل کا حل اور دنیاوی مسائل کا حل دونوں باتیں موجود ہیں۔

احمد علی صابری کراچی

۴۔ جولائی کا شمارہ اعصاب شکن انتظار کے باوجود نہیں مل سکا ہے۔ تاہم امید ہے کہ دیر آید درست آید والی بات ہوگی۔ ڈسکٹ آفس میں ہر روز جا کر پتہ کرتا ہوں مگر نہ پا کر انتہائی افسوس ہوتا ہے۔ نوائے صوفیہ کا جیسے ہمیں نشہ ہو گیا اور اگر یہ نشہ پورا نہ ہو تو حالت غیر ہو جاتی ہے۔ ایسے میں آنسو بہانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ سالانہ چندہ ارسال ہے ملنے پر اطلاع فرمائیں۔

غلام محمد صوفی نوبراہ

۵۔ علامہ محمد بشیر صاحب، ڈاکٹر غازی صاحب، معروفی صاحب و اراکین ادارہ نوائے صوفیہ کی خدمت میں سلام مسنون۔

آپ لوگوں کی طرف سے ارسال کردہ شمارہ جولائی اور کتابیں موصول ہوئیں جس کے لئے ہم آپ حضرات کے انتہائی شکر گزار ہیں۔ معروفی صاحب کی طرف سے ارسال کردہ کتابیں اہل نوربخشیہ نوبراہ کے لئے انتہائی کارآمد ہیں۔ برائے مہربانی فقہ احوط، تحفۃ الاحباب اور ذخیرۃ الملوک بھی ارسال کریں۔ رسالے میں آپ کے مسائل اور ان کا حل کا موضوع انتہائی کارآمد ہے لہٰذا اس کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کی کوشش کریں۔ آپ لوگوں کی کوششوں سے اب یہاں لوگوں میں مذہب سے کافی لگاؤ پیدا ہوا ہے اور دیگر مکاتب فکر کے لوگ بھی اس سلسلے میں تحقیق و جستجو کرنے لگے ہیں۔ آپ لوگوں کی دین دوستی اور جذبہ ایمانی نے یہاں کے باشندوں کو ہوش کے ناخن لینے پر مجبور کر دیا ہے۔



محمد علی عشورپا نوبراہ

۶۔ نوائے صوفیہ کا قاری ہونے کے باوجود مستقل خریدار نہیں بن سکا ہوں۔ آئندہ مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ اکتوبر سے مستقل خریداروں میں میرا نام بھی شامل کریں۔ قاری ابراہیم صاحب کی آواز میں اوراد کی کیسٹ ارسال کریں۔

گلزار حسین ناشاد تھگس

۷۔ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں جس کے لئے چندہ ارسال ہے۔ رسالے کا اجرا فرمائیں۔

فدا حسین فدائی لٹن روڈ لاہور

۸۔ نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ کا واحد علمی جریدہ ہے جو ہزاروں بھٹکے ہوئے نوربخشی مسافروں کو اپنی اصل منزل دکھاتا ہے۔ یہ وہ واحد رسالہ ہے جس کی روشنی میں ہمیں بزرگان دین کی

تعلیمات تک رسائی ملتی ہے۔

اقبال شاکر مچلوی سکردو

۹۔ مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ سعودی عرب، عراق، شام اور ایران میں موجود مقامات مقدسہ پر حاضری دی ہے پس چاہتا ہوں کہ ان مقامات مقدسہ کے بارے میں مضامین اور تصاویر نوائے صوفیہ میں شائع کراؤں۔ اس بارے میں مطلع فرمائیں۔

افتخار احمد افشان کالونی راولپنڈی

۱۰۔ نوائے صوفیہ میں معیاری مضامین کے چھپنے اور رسالے کی اشاعت میں تسلسل سے ہم انڈیا میں بسنے والے نوربخشیوں کا سر فخر سے بلند ہوا ہے۔ خصوصاً دراس اور لداخ کے تمام نوربخشی پہلے احساس کمتری کا شکار تھے۔ اب اس رسالے کی وجہ سے ہمارے اندر عزم کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے۔ پوری دنیا سے نوربخشی بھائیوں کے مضامین اور خطوط دیکھ کر بے انتہا خوشی حاصل ہوتی ہے۔ خصوصاً علامہ صاحب کا "آپ کے مسائل اور ان کا حل" بہت بے مثال ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ وہ ہمارے ارسال کردہ مسائل کا بھی جواب دیتے رہیں۔ علاقہ دراس میں صوفیہ نوربخشیہ کی آبادی تیس فیصد اور علاقہ نوبراہ میں اٹھتیس فیصد ہے اور جو لوگ پہلے ادھر ادھر گئے تھے وہ اب واپس آ رہے ہیں۔ ماسٹر حشمت اللہ صاحب کے گھر پر قبلہ علامہ محمد بشیر صاحب کی تصویر کی زیارت کر کے بہت خوشی ہوئی۔ چند سوالات ارسال خدمت ہیں جواب سے نوازیں۔ سب پاکستانی نوربخشیوں کو بہت بہت سلام۔



محمد فقیر دراس انڈیا

۱۱۔ نوائے صوفیہ ملا۔ اس رسالے کے مضامین روحانیت سے مالامال ہیں۔ ہمارے آباؤاجداد کی زندگی اپنی مثال آپ ہے۔ ایک سوال ارسال خدمت ہے جواب سے نوازیں۔ رسالے کے کسی شمارے میں بقدانگ میں نوربخشی آبادی ۴۸ فیصد ظاہر کی گئی ہے جو غلط ہے۔ بقدانگ میں نوربخشی آبادی سو فیصد ہے۔

غلام علی لیہ انڈیا

۱۲۔ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ بعض لوگ نوائے صوفیہ جیسے انٹرنیشنل رسالے کو متنازعہ بنانے کے لئے پروپیگنڈہ کرتے ہیں ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

سلمان علی ساقی کونیس

۱۳۔ نوائے صوفیہ کا نیا قاری ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ رسالہ اتنا معیاری اور اس کے مضامین اس قدر روح میں اتر جانے والے ہیں۔ میں اس رسالے کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ سالانہ چندہ ارسال ہے۔

منیر عباس شاکر
ڈگری کالج سکردو

۱۴۔ رسالے کا مستقل خریدار ہوں۔ چند سوالات ارسال کئے تھے مگر شائع نہیں ہوئے۔ رسالہ باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ اپنے پتے کی تبدیلی سے مطلع کر رہا ہوں۔

محمد باقر براہ

۱۵۔ آج تک رسالہ لوگوں سے مانگ کر پڑھتا رہا ہوں۔ مذہب حقہ کے لئے یہ رسالہ روشنی کی کرن ثابت ہو رہا ہے اور تبلیغ کا ذریعہ بن رہا ہے۔ نیز اہل اسلام کے بیچ گروہی اختلافات کو دور کرنے میں یہ رسالہ مرکزی کردار ادا کر رہا ہے۔

محمد حسین انجم جنرل سکریٹری NYF
وزیرپور شگر

(انجم صاحب۔ پسندیدگی کا شکریہ۔ رسالہ مانگ کر پڑھنے کی بجائے خرید کر پڑھیں تو اس اہم قومی مشن کی کامیابی میں آپ بھی حصہ دار بن سکتے ہیں۔)

۱۶۔ حال ہی میں رسالے کا مستقل خریدار بنا ہوں۔ رسالے کو

مزید فعال اور بہتر بنانے کے لئے چند تجاویز ارسال کر رہا ہوں۔ میری طرف سے لداخ کے قارئین کو سلام۔

محمد ایوب تھگس

۱۷۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی مجھے بھی رسالے کی ترسیل شروع کریں۔

عبدالرحیم تنہا تھسکون خپلو

(آپ کا نام لکھا گیا ہے رسالے کی ترسیل سالانہ چندہ وصول ہونے پر شروع ہوگی

۱۸۔ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ نوائے صوفیہ حاصل کرنے کے لئے ہر مہینے خضدار سے کراچی سفر کرتا ہوں۔ میرے لئے یہ عقیدت کا سفر ہے۔

عاشق علی خضدار

۱۹۔ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی تنظیم سازی کے سلسلے میں خپلو ملدومر میں ہونے والے اجلاس کی کارروائی ارسال ہے اسے شائع فرمائیں۔

عبدالرحیم چوہان رابطہ سکریٹری
این وائی ایف ملدومر خپلو

۲۰۔ جولائی کا شمارہ پڑھنے کو ملا۔ انڈیا میں مقیم نوربخشیوں کے حالات پڑھ کر بے انتہا خوشی ہوئی۔ اس رسالے کی وساطت سے بلتستان کے ہر گاؤں میں نوربخشی تنظیمیں وجود میں آرہی ہیں اور لوگوں میں مذہبی جوش و جذبہ بہت بڑھ گیا ہے۔

مظاہر علی دلشاد
نیشنل کالج کراچی

۲۱۔ رسالہ کے نام ایک شکایتی خط لکھا تھا پھر رسالہ مل گیا۔ اپنے خط کے لئے معذرت خواہ ہوں میں انشاء اللہ تاحیات رسالے کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرتا رہوں گا۔ یہ میرا عہد ہے۔

حامد علی حلیم چوکی

۲۲۔ شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کی طرف سے سالانہ چندہ جناب مولانا محمد رضا ضیاء صاحب کے ساتھ ارسال کیا ہے مگر رسالہ ملنا بند ہوگیا ہے۔ برائے مہربانی رسالہ جاری کریں۔

محمد باقر بدر سرمیک

۲۳۔ ہم افواج پاکستان پندرہ ہزار فٹ کی بلندی پر پہاڑوں کی برف میں اپنے گھر بار اور بیوی بچوں سے دور نوائے صوفیہ کے سہارے جی رہے ہیں۔ ہمیں رسالہ بہت دیر سے ملتا ہے۔ برائے مہربانی بروقت ارسال کریں۔

سپاہی فدا حسین ارمان

۲۴۔ رسالہ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ ارسال ہے۔ برائے مہربانی مجھے بھی مستقل خریداروں کی فہرست میں شامل کریں۔

سپاہی محمد جعفر خپلوی

۲۵۔ نوائے صوفیہ میں خوبصورت ریمارکس کے ساتھ اپنی تصویر شائع ہونے پر بہت خوش ہوا ہوں۔ آپ لوگوں کا شکریہ۔

عماد حیدر کراچی

۲۶۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ کا ہر دلعزیز جریدہ نوائے صوفیہ بے قاعدگی سے ملتا ہے۔ سالانہ چندہ ارسال کرچکا ہوں۔ آئندہ کراچی کی بجائے رسالہ شگر کے پتے پر ارسال کریں۔

علی حسین تروپہ شگر

(جواب۔ آپ کو رسالہ بھیج دیا ہے

۲۷۔ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اور اب مستقل خریدار بننے کے لئے رقم منی آرڈر کیا ہے رسالہ جاری کریں۔

سید علی خانپہ تھگس

مدیر صاحب: آپ کا رسالہ مسلسل مل رہا ہے اس کی مسلسل اشاعت اور معیاری مضامین پر خراج تحسین پیش خدمت ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو حق بات آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

انچارج
مکتبہ شباب الاسلامی
غواڑھی بلتستان

بقیہ مستقل خریدار مارچ 1998

758
نور علی بلغاری صاحب
ڈویلپمنٹ آفیسر
L.B.R.D.
گانگچھے

759
محمد یعقوب محلہ
دم سم صدر NYF دم سم
ضلع گانگچھے

760
انور علی دلدار صاحب
موضع سلدی ڈاکخانہ الچوڑی
تحصیل شگر

761
بابو حسن صاحب
اکاؤنٹس آفیسر A.G.P.R.
ڈسٹرکٹ گلگت

762
محمد قاسم لقدم کورو فرول
پوسٹ آفس کورو
علاقہ کریس

763
شبیر حسین لقدم
محلہ و ڈاکخانہ کورو

764
نائب صوبیدار غلام محمد صاحب
انکسوی 6-این-ایل-آئی

765
نائب صوبیدار
محمد باقر بچلوی C- کمپنی

766
حوالدار محمد حسن شگری
C- کمپنی 6-این ایل-آئی
بالین معرفت FPU-5

768
محمد امین بلغاری صاحب
انچارج لائبریری بلغار

769
آخوند محمد حسین کاشف
محلہ بلد سترو ڈاکخانہ تھگس
ضلع گانگچھے

770
ٹھیکیدار محمد حسن صاحب
ڈاکخانہ دوغنی ضلع گانگچھے

771
محمد ایوب صاحب
محلہ بتماچو تھگس سب ڈویژن
شربرم ضلع گانگچھے

بقیہ مستقل خریدار جون 1998

772
الرشد صاحب محلہ برتھمس
ڈاکخانہ خپلو پائین

773
محمد عارف محلہ مرغوتو
ڈاکخانہ خپلو پائین

774
مس نازیہ یوسف
محلہ بر یگن خپلو پائین

775
احمد علی خورشین پہ
محلہ گونگا یار خپلو

776
زاہد حسین محلہ خانقاہ گرونگ
ڈاکخانہ کورو علاقہ کریس

محمد کمال تھپا براہ پائین
ڈاکخانہ براہ ضلع گانگچھے

777
محمد اسلم ژگوروا براہ بالا
ڈاکخانہ براہ گانگچھے

778
رحمت اللہ تھپا
براہ پائین ڈاکخانہ براہ
گانگچھے

780
سپاہی غلام مہدی شبازی
10-ایل ایل آئی بٹالین
اے کمپنی

781
رفیع مراد صاحب مدرس
رکھور تھلے ہائی اسکول
ڈاکخانہ تھلے

782
فدا علی محلہ بوگری
P.O پلو ضلع گانگچھے

783
اشرف حسین آرزو
محلہ کورو فرول
علاقہ کریس

784
سید مظفر علی حیدی صاحب
سب ڈویژن شہ برم

785
ممتاز علی عارف تھلوی
طالب علم ڈگری کالج سکردو

786
موسیٰ علی حسرت صاحب
چھوربٹ پوسٹ ماسٹر
گانگچھے

787
محمد ابراہیم سپاہی
بی کمپنی 4 این ایل آئی
بٹالین

788
لائبریری مکتبہ
زبیر الاسلامیہ
ڈاکخانہ وزیر پور
شگر

بقیہ مستقل خریدار اگست 1998

789
سپاہی محمد جعفر خپلوی
2-این-ایل-آئی بٹالین

790
سید علی خان صاحب
محلہ عارف آباد تھگس
ضلع گانگچھے

791
غلام محمد زاہد چھوربٹی
المعروف بیکری
سکردو

793
نائیک شکور علی افضل
بی کمپنی 12 - NLI

794
طالب علم غلام مہدی
ولد سنگ سنگ محلہ تھی
گانگچھے

795
صفیہ دختر حوالدار غلام حسین
محلہ ہاپی خپلو بالا

796
محمد باقر معرفت محمد عیسیٰ
61-B-C-II گلبرگ III
لاہور

797
سپاہی احمد علی
براہوی D - کمپنی
10 - این ایل آئی بٹالین

798
دانیال حسن S/O
انسپکٹر غلام مہدی سکردو

799
سپاہی محمد اسماعیل صاحب
D - کمپنی 11 - این ایل آئی بٹالین

800
محمد حسین انجم سیکرٹری
اطلاعات نور بخشیہ
یوتھ فیڈریشن وزیر پور شگر

بقیہ مستقل خریدار اکتوبر 1998

801
غلام عباس ولد
حاجی عباس ستروگرنا
ضلع گانگچھے بلتستان

802
گرداور عبدالرحمن صاحب
محلہ شوذوا براہ

803
گلزار حسین نگران
NYF محلہ کھانے
ضلع گانگچھے

80۴
فدا حسین فدائی صاحب
F.I.D. ہیڈ کوارٹر

805
لیفٹیننٹ کرنل این اقبال صاحب
اسلام آباد

ذاکر حسین ذاکر

ترانہ صوفیہ

ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں   سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

بندے ہیں ہم اللہ کے ، ملت خلیل اللہ کی   اولاد ہیں آدمؑ کی اور امت حبیب اللہ کی
ہم وارثان اصفیا ، صدق و صفا دستور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

اسلام دین و روح ہے ۔ قرآن کتاب و زندگی   کعبہ ہمارا قبلہ ۔ دل اور جائے بندگی
طرز نبی کی پیروی کرنے پہ ہم مامور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

واجب علی کی دوستی ۔ مولا ہمیں محبوب ہیں   جو طالبان حق ہیں ان سب کے علی مطلوب ہیں
سینے ہمارے ان کی الفت سے سدا معمور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

سونے کی ایک زنجیر کی مانند اپنا سلسلہ   تھامے جو اس زنجیر کو ہے اس کا مذہب صوفیہ
میخانہ ہمدان سے پیتے شراب نور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

بخشا پسر نے فیض ہے ۔ بخشا پدر نے نور ہے   محروم ہے وہ شخص جو بخشش سے ان کی دور ہے
ہم خوبی قسمت سے ان کی خاک پا مشہور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں مشہور ہیں

پروانہ شبیر ہیں فوج امام العصر ہیں   امیدوار فتح ہیں ۔ امیدوار نصر ہیں
باطل کو یہ اندازہ ہے ہمت سے ہم بھرپور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں